1690

تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطی میں



# معاشرتی اور اقتصادی حالات



علامہ عبداللہ یوسف علی سی - بی - ای، ایم - اے، ایل ایل - ایم



کی تقریریں جو ۲ - ۳ اور ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۸ع کو ہندوستانی اکاڈیمی الہ آباد
کے سامنے کی گئیں



انڈین پریس لمیٹڈ الہ آباد

۱۹۲۸

Printed by K. Mittra, at The Indian Press,
Ltd., Allahabad.

# تعارف

صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں ہندوستانی اکاڈیمی کا قیام اِس غرض سے ہوا ہے کہ اِس کے ذریعہ سے ہندی اور اُردو زبانوں کے ادبوں کی ترقی ہو - اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے ذرائع ہیں - جن میں سے ایک یہہ ہے کہ ہندوستانی عالموں کو اُردو اور ہندی زبانوں میں علمی مضامین پر لکچر دینے کی دعوت دی جائے اور ان کے لکچروں کو شائع کیا جائے - چنانچہ اس سلسلہ میں اکاڈیمی نے مسٹر عبداللہ یوسف علی ایم - اے' ایل - ایل - ایم' سی - بی - ای کو "تاریخ ہند کے از منہ وسطیٰ میں معاشرتی اور اقتصادی حالات" پر لکچر دینے کے لئے مدعو کیا - مسٹر یوسف علی ہندوستان کے برگزیدہ عالموں میں سے ہیں - آپ عرصہ تک صوبجات متحدہ میں امپیریل سول سروس کے رکن کی حیثیت سے رہ چکے ہیں - اور اس زمانہ میں جب آپ سرکاری عہدوں پر ممتاز تھے آپ نے علاوہ اور مضامین کے ہندوستان کے معاشرتی زندگی کے پہلوؤں پر انگریزی زبان میں مضامین شائع کئے - سرکاری عہدہ سے

مستعفي هونے کے بعد سے اپني طبعيت کے رحجان کے مطابق آپ علمي مشاغل ميں پورے طور پر مصروف هيں - آپ نے هندوستان کي تاريخ پر تحقيق کي غائر نظر ڈالي هے اور مغل زمانه کي معاشرتي زندگي کے متعلق نئي معلومات کا اظهار کيا هے - آپ کي تصنيفوں سے جو واقفيت رکھتے هيں وہ جانتے هيں کہ آپ نه صرف محقق اور زبان دان هيں بلکه اعلى پايه کے اديب بهي هيں -

هندوستاني اکاڈيمي کے لئے بڑے فخر کي بات هے کہ آپ نے هماري دعوت قبول کي اور آپ کي وجهه سے همارے لکچروں کے سلسله کي ابتدا' خوبي کے ساتهه هوئي - يهه لکچر الهآباد يونيورسٹي کے هال ميں ۲ - ۳ اور ۴ مارچ کو ديے گئے - حاضرين ميں الهآباد هائي کورٹ کے جج' يونيورسٹي کے پروفيسر' الهآباد کے معزز وکلاء اور رئيس شامل تهے - ڈاکٹر سر تيج بهادر سپرو ايم - اے' ايل - ايل - ڈي' کے - سي - ايس - آئي' پريسيڈنٹ هندوستاني اکاڈيمي ان جلسوں ميں صدر نشين تهے - لکچروں کے اختتام پر آنريبل ڈاکٹر شاه محمد سليمان جج هائيکورٹ الهآباد - ڈاکٹر بيني پرشاد ڈي - ايس - سي (لندن) - مولوي محمد علي نامي ايم - اے اور مولوي سيد ضامن علي ايم - اے نے مسٹر يوسف علي کا

شکریہ ادا کیا - جن حضرات نے جلسوں میں شرکت کی وہ سب لکچروں سے نہایت محظوظ ہوئے اور الہ آباد کے علمی دائروں نے ان کا زور و شور سے خیر مقدم کیا - ان تقریروں کو سپرد طبع کرنا گویا انہیں ایک حد تک مکان اور زمانہ کی تنگ قیود سے رہا کرنا ہے - امید ہے کہ جو دعوت معدودے چند احباب کی مسرت کا باعث ہو چکی ہے اب مدت مدید تک خاص و عام کو لطف اندوز کرتی رہیگی -

تارا چند

جنرل سکریٹری

ہندوستانی اکاڈیمی-

# قطعہ

زباں قاصر صفت میں ہے بیاں ہم کیا کریں ضامن
کہ عبد اللہ بن یوسف علي کا کیسا لکچر ہے
مؤثر نظم سے بڑھکر ہے ایسي نثر ہے دلکش
نہاں چھوٹے سے فقرے میں بھي اِک معني کا دفتر ہے
شگفتہ گل ہیں گلشن میں کہ ہیں الفاظ جملوں میں
بھرے لفظوں میں ہیں معني کہ کوزے میں سمندر ہے
رواني ہے عبارت میں کہ دریا کي ہے طغیاني
نئے مضمون کا ہے سلسلہ یا سلک گوہر ہے
ظرافت ہے مگر اتني نمک جیسے ہو کھانے میں
حلاوت اتني ہے جتني لب جاناں میں شکر ہے
بہت گہري نظر ڈالي ہے اخلاق و تمدن پر
عیاں تحقیق اور تدقیق کا ہر جا پہ جوہر ہے
زباں ایسي کہ اس سے پست کردیں تو ہو بازاري
جو اونچي ہو تو دلچسپي میں فرق آجائے یہ ڈر ہے
دکھائي ہیں ہر اک منظر کي وہ دلچسپ تصویریں
بنانا جن کا طاقت سے مصور کے بھي باہر ہے
حدیں بھي اختصار و طول کي ہر جا مناسب ہیں
ہر اک مضمون کا طرز بیاں بہتر سے بہتر ہے
جو سچ پوچھو فصاحت اور بلاغت کي ہے جاں لکچر
اثر اِس کا نہ ہو جس پر حقیقت میں وہ پتھر ہے
بتائیں لذت تقریر کیا بس مختصر ہے یہہ
کہ اب تک سامعیں کے دل میں اِک اِک لفظ کا گھر ہے
ہوئي حاصل یہہ نعمت سب کو تارا چند کے باعث
مگر در اصل سر سپرو کا احساں ان سے بڑھکر ہے
کرینگے رشک سب ہم عصر اس دولت کے ملنے پر
مگر اہلِ الہ آباد کا اچھا مقدر ہے

---

یہ قطعہ مولوي سید ضامن علي ایم - اے - صدر شعبۂ اُردو الہ آباد یونیورسٹي نے نظم کیا اور بعد اختتام لکچر پڑھا -

# دیباچہ

اقتصادی اور معاشرتی امور کا مضمون اُردو میں کسی قدر نیا ہے' اور اسکے لکھنے والے کی مشابہت ایسے مسافر سے ہو سکتی ہے' جو کسی غیر معروف ملک میں پہلے پہل داخل ہو - اس کے لئے نہ کوئی شاہراہ ہے' نہ گلی کوچے - گھنے جنگل کے درخت کاٹنے کے لئے اس کے ہاتھہ میں ہمیشہ کلہاڑی رہنی چاہئے' اور راستہ کھولنے کے لئے اس کو متعدد غیر مروج طریقوں سے کام لینا ہوگا -

جن لوگوں کو کبھی کسی دوسری زبان سے ایک آدھہ صفحہ بھی ترجمہ کرنے کا اتفاق ہوا ہو' اور خصوصاً اُس حالت میں جبکہ دوسری زبان میں اصطلاحات کی بھر مار ہو' وہ بخوبی سمجھتے ہونگے' کہ

گیسوئے اُردو ابھی منت پذیر شانہ ہے -

آیندہ اوراق کی تیاری کے لئے جن کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی' ان میں سے ضروری باتوں کے ترجمہ سے اصطلاحات کے متعلق جو دقتیں پیش آئیں' اُن کا اندازہ آپ اِن اوراق کے مطالعہ کے بعد بخوبی کرسکینگے - مجھے اس کے متعلق صرف یہہ عرض کرنا ہے' کہ بعض الفاظ آپ کو غیر مانوس اور اجنبی سے معلوم ہونگے' لیکن ذرا سے غور و فکر کے بعد واضح ہو جائیگا' کہ پرانی زنجیروں سے کسی قدر آزاد ہوئے بغیر چارہ نہ تھا - البتہ میں نے کوشش کی ہے' کہ ان الفاظ و اصطلاحات سے عبارت کی سلاست میں فرق نہ آنے پائے' اور نئے الفاظ حتی الامکان بہتر سے بہتر ہوں -

اس کے علاوہ اُردو میں عام طور پر جس زور کا فقرہ لکھا جاتا ھے، در حقیقت لکھنے والے کا مدعا اس سے بہت کم ھوتا ھے - پڑھنے والے بھی اس کے عادی ھوچکے ھیں بلکہ خود لکھنے بیٹھیں تو وہ بھی معمولی سی بات کہنے کے لئے اسی طرح زور دار فقرے استعمال کرینگے - لیکن میں نے ان اوراق میں ''نہایت'' ''بے حد'' اور اسی قسم کے دوسرے لفظ اور جملے اُسی موقع پر استعمال کئے ھیں، جہاں ان کی واقعی ضرورت تھی - ممکن ھے، آپ کو اِس وجہ سے بھی بعض فقرے کسی قدر اجنبی سے معلوم ھوں -

# فُٹ نوٹوں میں لکھے ہوئے حوالہ جات کے
# اشاروں کی تشریح

البیرونی :

تاریخ الہند مصنفہ البیرونی کا انگریزی ترجمہ از ای-سی-زاخاؤ-مطبوعہ لنڈن ۱۹۱۰ع-

Alberuni's India, trans. E. C. Sachau, 2 Vols. London, 1910.

آلہا کھنڈ :

انگریزی ترجمہ از ولیم واٹر فیلڈ - مطبوعہ آکسفورڈ-

Lay of Alha, trans. Wm. Waterfield. Oxford, 1923.

باگھ :

باگھ کے غار - انڈیا سوسائٹی لنڈن -

The Bagh Caves, India Society. London, 1927.

بطوطہ :

سفر نامہ ابن بطوطہ - مترجمہ سی- ڈیفری میری و ڈاکٹر بی-آر-سینگوئی نیٹی-

Voyages d' Ibn Batoutah, trans. C. Defremery and Dr. B. R. Sanguinetti, 4 Vols. Paris. 1874—9.

ایلیٹ :

تاریخ ہند مصنفہ ایلیٹ اینڈ ڈوسن -

Sir H. M. Elliot and J. Dowson, History of India, as told by its own historian, 8 Vols. London, 1867—1877.

کتبات ہند :

ایپی گریفیا اِنڈیکا – جلد ۱۵ (۲۰–۱۹۱۹ع) کلکتہ –

Epigraphia Indica, XV (1919-20), Calcutta, 1917.

کتبات اسلامیۂ ہند :

ایپی گریفیا انڈو مسلمیکا –(۱۴–۱۹۱۳ع) کلکتہ –

Epigraphia Indo-Moslemica, 1913-14. Calcutta, 1917.

ایٹنگ ہوزن :

ہرش وردھن از ایم–ایل – ایٹنگ ہوزن – مطبوعہ پیرس بزبان فرانسیسی

M. L. Ettinghausen, Harsha Vardhana. Paris 1906.

فرشتہ :

تاریخ فرشتہ ازجے برگس–مطبوعہ لنڈن –

Ferishta's History, by J. Briggs, 4 Vols. London, 1829.

ہرش چرت :

ہرش چرت – مصنفہ بان‌بھٹ کا انگریزی ترجمہ از ای – بی – کاول و ایف – ڈبلیو ٹامس – مطبوعہ لنڈن –

Harsha-charita of Bana, translated by E. B. Cowell and F. W. Thomas. London, 1897.

اجنٹا :

اجنٹا کے غار – از لیڈی ہیرنگھم – مطبوعہ لنڈن –

Lady Herringham's Ajanta Frescoes. India Society, London, 1915.

کادمبری :

کادمبري - مصنفه بان‌بهٹ کا انگریزي ترجمه از سي - ایم - رڈنگ -

Kadambari of Bana. Translated by C. M. Ridding. London, 1896.

کیتھه :

سنسکرت ڈراما-مصنفه اے-بي -کیتھه- مطبوعه اکسفورڈ -

A. B. Keith, the Sanskrit Drama. Oxford, 1924.

کتھا سرت ساگر :

کتھاسرت ساگر- مصنفه سوم دیو مترجمه سي-ایچ -ٹاني مولفه این-ایم پینزر -

Katha Sarit Sagara, by Soma Deva, Ocean of Story, trans. C. H. Tawney, ed. N. M. Penzer, 10 Vols. 1924.

للا :

للا واکیاني - مترجمه سر رچرڈ-سي - ٹیمپل - مطبوعه کیمبرج - سنه ۱۹۲۴ع -

The Word of Lalla the Prophetess, trans. Sir Richard C. Temple. Cambridge, 1924.

ناگ ننڈ :

(مصنفه سري هرش) کا انگریزي ترجمه از پامر بائڈ-

Nagananda (of Sri Harsha), English translation by Palmer Boyd, London, 1872.

تاریخ سمتھه :

آکسفورڈ هسٹري آف انڈیا-مصنفه ونسنٹ اے - سمتھه -

Oxford History of India, by Vincent A. Smith, Oxford,1919.

## مارکو پولو :

سفرنامہ مارکو پولو مترجمہ کرنل یول - مطبوعہ لندن -

Book of Ser Marco Polo, trans. H. Yule 2 Vols., London, 1871.

## پریادرشك :

پریادرشک - ایک سنسکرت ناٹک مصنفہ ھرش کا انگریزي ترجمہ از جي-کے نریمان-

Priyadarshika, a Sanskrit drama by Harsha, trans. into English by G. K. Nariman. A. V. W. Jackson and C. J. Ogden, New York. Columbia Univ. Press, 1923.

## قران السعدین :

قران السعدین از امیرخسرو-فارسي متن مع اُردو مقدمہ - مؤلفہ سید حسن برني

مطبوعہ علي گڈھہ - سنہ ۱۹۱۸ع -

Qiran-us-Sa'dain of Amir Khusrau. Persian Text with Urdu Introductions, Ed. Saiyid Hasan Barni. Aligarh, 1918

## رتناولی :

(سري ھرش کي) رتناولی کا متن مع ترجمہ از ساردارنجن رائے کلکتہ -

Ratnawali (Sri Harsha's) Text, with translation by Sardaranjan Ray. Calcutta, 1919.

## کپور منجری :

راج شیکھر کے ناٹک کپور منجري کا متن مع انگریزي ترجمہ از

سي - ایچ - لانمین - مطبوعہ ھارورڈ یونیورسٹي پریس -

Raja-Shekhara's Karpura-Manjari, Text by Sten Konow. English trans. by C. H. Lanman. Harvard University Press, Cambr., Mass., 1901.

ٿامس :

دهلي کے پٿهان بادشاهوں کے عهد کے حالات از-اي ٿامس مطبوعهٔ لنڊن -

E. Thomas, Chronicles of the Pathan Kings of Delhi. London, 1871.

ٽين مسافر :

ٿهري ٽريولرس ٽو انڊيا - اے - يوسف علی-لاهور -

Three Travellers to India, by A. Yusuf Ali, Lahore. (R. S. Gulab Singh and Sons), 1926.

ڊاڊ :

راجستهان ' مصنفهٔ جے ڊاڊ ' مؤلفهٔ ڊبليو کرک - مطبوعهٔ اکسفورڊ -

J. Tod, Annals and Antiquities of Rajasthan, ed W. Crooke, 3 Vols. Oxford, 1920.

ويديا :

هند وسطئ کا هندو دور - از سي - وي - ويديا' پونا -

C. V. Vaidya, Mediaeval Hindu India, 3 Vols. Poona, 1926.

يوأن چوانگ :

يوأن‌چوانگ کی سياحت هند از ٿامس واٿرس - مطبوعهٔ لنڊن -

Yuan Chwang's Travels in India, by Thomas Watters, 2 Vols. London, 1904.

# فہرست مضامین

صفحہ



## لیکچر اول - تمہید

# لیکچر دوئم - (ساتویں صدی عیسوی)

## پہلا دور

صفحہ

صفحہ



## لیکچر سوئم - (دسویں اور گیارهویں صدي عیسوي)

## لیکچر چہارم - (چودھویں صدی عیسوی)

# لکچر اول

---

## تمہید

ہندوستانی اکاڈیمی نے اپنے لیکچروں کے سلسلہ کی اِبتدا تاریخ ہند کے از منۂ وسطیٰ کے موضوع سے کی ہے، اور اس مقصد کے لئے مجھکو مدعو کرکے جو عزت بخشی ہے، اس کا مجھے پورا احساس ہے –

## اکاڈیمی اور اُردو

اِس اکاڈیمی کا آغاز بذات خود زمانہ کی رفتار کا آئینہ ہے – جیسا کہ آپ کو معلوم ہے، میرا نام برسوں سے اِن صوبہ‌جات میں اُردو زبان اور ادب کی تحقیق و تشریح سے منسوب رہا ہے – جب میں حیدرآباد میں تھا، تو مجھے وہاں کی اُردو تحریک اور جامعۂ عثمانیہ کے متعلق اِبتدائی جد و جہد میں حصہ لینے کا فخر بھی حاصل ہوا –

اس وقت وھاں ایک شعبۂ ترجمہ تھا، جو اب بھي موجود ھے -
اس کا مقصد یہہ ھے، کہ اپني زبان کو ایسي طبعزاد
تصانیف اور مستند کتابوں کے ترجموں سے مالا مال کیا جائے،
جو جامعہ میں اُردو زبان کے ذریعے تعلیم و تعلُّم کے لئے موزوں
ھوں - میں نے اُن کے لئے ایک مختصر سا رسالہ سپرد قلم
کیا تھا، جس کا مقصد اُردو کتابت کي طرز تحریر اور طباعت
کو منظم کرنا تھا -

## اُردو ٹائپ

میں نے اُردو میں ٹائپ کو رواج دینے کے لئے بھي
جد و جہد کي تھي، اور اب بھي اس کا حامي ھوں -
اردو کے اکثر ماھرین کي طرح میں بھي موجودہ اردو ٹائپ اور
ٹائپ میں چھپي ھوئي کتابوں سے جو آئے دن سرکاري و دیگر
مطابع سے نکلتي رھتي ھیں، مطمئن نہیں ھوں - اردو حروف
کي تمام مختلف شکلوں کو جو ھاتھہ کي لکھائي میں
نظر آتي ھیں، ٹائپ میں نقل کرنا آج تک ایک سعي لاحاصل
ثابت ھوا ھے - قلمي تحریر کي خوبیوں کا اِنحصار مختلف
امور پر ھے، مثلاً حروف کے دائروں اور قوسوں کي شکل اور
قد میں حسب موقع تنّوع پیدا کرنا، اور ایک خاص حرف

کي شکل اس کے کسي لفظ کي اِبتدا، وسط یا آخر میں آنے پر حسب حالت بدلنا - طباعت کا حُسن یہہ ہے، کہ حروف کي شکل اور قد میں یکسانیت ہو، سطریں اُقلیدسي صحت کے ساتھہ برابر برابر ہوں، اور پہلي ہي نظر میں پڑھہ لینا ایك آسان کام اور جمالیاتي لذت بن جائے - اگر ایك ہي حرف کو دو دو تین تین صورتیں دي جائیں، تو ٹائپ کے حروف کي تعداد کسي کے بس کا روگ نہ رہیگي، اور اِس سے حروف جوڑنے والوں کا کام لازمي طور پر مشکل اور گراں ہو جائیگا - اور آپ جانتے ہیں، کہ دور حاضرہ کي تجارتي طباعت میں لاگت ایسا جزو نہیں، کہ اِسے نظر انداز کیا جاسکے - ٹائپ کے متعلق لوگوں کے ذہن پہلے ہي سے زہر آلودہ ہو چکے ہیں، اس لئے اس میں کامیابي اسي صورت میں ہو سکتي ہے، کہ ٹائپ کي طباعت لیتھو سے بہتر اور ارزاں ہو - یہہ خیال صحیح نہیں، کہ ٹائپ کي طباعت حسین و جمیل نہیں ہو سکتي - اس کے حسن و قبح کے معیار لیتھو کي طباعت اور قلمي تحریر سے بالکل الگ اور صرف اسي سے مخصوص ہونگے - ہمارا پہلا کام تو ایك سستے اور حتی‌الامکان اچھے ٹائپ کي ترویج ہے، پھر جوں جوں زمانہ گزرتا جائیگا، حسین و جمیل ٹائپ بھي نکل آئینگے،

اور معیار روز بروز ترقی کرتا جائیگا - ٹائپ کی برتری کا راز طباعت کی صفائی اور صحت میں مضمر ہے - موجودہ زمانے میں جس زبان کا انحصار کُلیتہً لیتھو پر ہو، اور وہ طباعت کے متعلق تازہ ترین ایجادات سے فیض یاب نہ ہو سکتی ہو، وہ کافی ترقی کرنا تو درکنار ضروریات سے نپٹ بھی نہیں سکتی -

## مشترکہ زبان

آپ نے اپنی اکاڈیمی کو "ہندوستانی اکاڈیمی" کے نام سے موسوم کرنے میں بڑی دانائی سے کام لیا ہے - اس سے ملک کی زبان کو ان صوبہ جات اور ملک کے دیگر حصوں میں حتی الامکان یکرنگ بنانے کی اس خواہش کو بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگئی، جو ہر ذمہ دار ہندوستانی اپنے دل میں محسوس کرتا ہے - مزید بر آں میرا یہہ بھی خیال ہے کہ آپ نے موجودہ حالات سے چشم پوشی اختیار نہیں کی بلکہ آپ ہماری مشترکہ ہندوستانی زبان کی دونوں صورتوں یعنی اردو اور ہندی رسم الخط کی ترقی میں کوشاں ہیں - میں اس مبارک تحریک کی تہ دل سے تائید کرتا ہوں، جس سے ہماری زبان کی مختلف صورتوں میں

مطابقت پیدا ہوکر ایک مشترکہ معیار قائم ہو جانے کی امید ہو سکتی ہے - میرا خیال ہے، کہ اگر ہمیں اِس مقصد میں یہاں کامیابی حاصل ہوگئی، تو اس کا اثر صوبہ‌جات متحدہ کی حدود سے باہر بھی پڑیگا - ایک قسم کی مخلوط ہندوستانی اب بھی ملک کے طول و عرض میں ہندوستانیوں کی مشترکہ زبان ہے - اگر ہم اسے ہندوستان بھر میں ادبی اور کار و باری اظہار خیال کا ذریعہ بنا سکیں، تو اس سے مختلف مذہب و ملت کے لوگوں کے خیالات، گفتگو اور آئین میں بہت کچھہ مطابقت اور یگانگت پیدا ہو جائیگی، اور اِس طرح اُس قومی زندگی کے ارتقا کو بہت کچھہ تقویت حاصل ہوگی، جس کی خواہش مادر وطن کے ہر سپوت کے دل میں موج زن ہے -

## اکاڈیمی کا صدر مقام اور گورنمنٹ سے تعلق

اکاڈیمی کا صدر مقام صوبہ جات متحدہ کے پایہ تخت میں قائم کرنے سے اِسے ایک مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے، جوکئی لحاظ سے مفید ہے - اگر چہ اُردو علم ادب کے بڑے بڑے مرکز دھلی، لکھنؤ اور حیدر آباد (دکن) سمجھے جاتے ہیں، لیکن

اکثر وجوہ سے الہ‌آباد کی پُرسکون فضا قابل ترجیح ہے -
دہلی اب ہندوستان کا سیاسی پایہ تخت ہے، اور اس لئے
سیاسی تحریکات کے ہڑبونگ کی جولا نگاہ بن رہی ہے - لکھنؤ
بے شک ایک دلفریب شہر ہے، اور اُردو علم ادب کی گزشتہ
تاریخ کے لحاظ سے الہ‌آباد کی نسبت قابل ترجیح قرار دیا
جانے کا مدعی ہو سکتا ہے - میں لکھنؤ کی اُردو انجمن
کا صدر رہ چکا ہوں، اس لئے یہہ غلط فہمی پیدا نہیں ہونی
چاہئے، کہ میں کسی طرح لکھنؤ کے دعاوی کی اہمیت
کو نظر انداز کر رہا ہوں - لیکن میں محسوس کرتا ہوں،
کہ گورنمنٹ سے اکاڈیمی کا تعلق ہونے کے باعث الہ‌آباد کو
اس کا صدر مقام قرار دینے میں زیادہ سہولت رہیگی -
اکاڈیمی کا گورنمنٹ سے تعلق اِس کے استحکام کے لئے بھی
مفید ثابت ہوگا، اور اس سے اکاڈیمی کو وہ تحریک و تقویت
حاصل ہوگی، جو ہندوستان کی موجودہ حالت میں صرف
حکومت کی نظر التفات ہی سے ممکن ہے - لیکن مجھے پوری
توقع ہے، کہ صوبہ‌جات متحدہ کے پانچوں بیت‌العلوم اور
غالباً دیگر بیت‌العلوم اور اُردو علم ادب سے دلچسپی و
ہمدردی رکھنے والی غیر سرکاری انجمنیں بھی اکاڈیمی کے
اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ سے تعاون کرینگی -

# یورپ کے ازمنۂ وسطی

آپ کا ارشاد ہے، کہ میں تاریخ ہند کے ازمنۂ وسطی پر تقریر کروں-اب دیکھنا یہہ ہے، کہ ان ازمنۂ وسطی سے کونسا زمانہ مراد لیں-یورپ کی تاریخ میں اگرچہ ازمنۂ وسطی کا ٹھیک تعین نہیں ہوا، لیکن ان کا اطلاق کم و بیش مغربی سلطنت روما کی تباہی (سنہ ۴۷۶ع) سے ترکی فتح قسطنطنیہ سنہ (۱۴۵۳ع) تک کے زمانہ پر ہوتا ہے- یہہ قریباً ایک ہزار سال کا عرصہ یقیناً یورپ بلکہ کل نوع انسان کی تاریخ کے اِرتقا میں ایک خاص اور اہم مرحلہ کی حیثیت رکھتا ہے - یہہ درمیانی وقفہ یورپ کے قدیم کلاسیکل عہد (یعنی قدیم علم ادب کے مستند زمانہ) کو اس کی تاریخ حاضرہ سے ملاتا ہے- قدیم یونانی اور رومن اقتدار کے زمانے میں جن قوموں اور شہروں کا سکہ رواں تھا، اُن کی سیاسی قیادت کے بتدریج زوال کا زمانہ یہی ہے - اِس زمانے میں یورپ کی مختلف نسلوں کی نئے سرے سے شیرازہ بندی ہوئی، جرمن، گاتھک اور سکنڈے نیویین کے آئین و ادارات سارے یورپ میں پھیل گئے، اور پھر رفتہ رفتہ اُسی کلاسیکل تہذیب کے زیر اثر (جس کی قوتیں اب زائل ہو رہی تھیں) اِن نو وارد تہذیبوں

کي هيئت تبديل هونے لگي - اِس زمانے ميں رومن کيتھولك چرچ اور پاپائي نظام کي تنظيم اور پھر سارے يورپ ميں اِس کے عام اثر و اقتدار کي بدولت ايك خاص حد تك يکسانيت اور هم آهنگي پيدا هوگئي - اسي زمانے ميں فيوڈلزم (Feudalism) کے مخصوص قوانين و رسوم اور معيار عزت و شرافت معرض وجود ميں آئے' اور آخرکار يورپ کے مختلف ممالك ميں زبردست اور مخصوص قومي سلطنتيں قائم هو جانے سے مٹ مٹا کر رہ گئے اِن خصوصيات ميں اس امر کا بھي اضافه کرلو' که اِس عهد کي تاريخ ايك دُھندلکے ميں مستور نظر آتي هے' اور بخلاف اِس کے قديم اور موجوده تواريخ ميں لوگوں کي طرز زندگي' خيالات و عادات اور معاشرتي آئين کافي واضح اور نماياں هيں -

## تاريخ هند ميں ازمنۂ وسطیٰ

کيا هندوستان کي تاريخ ميں بھي کوئي ايسي هي خصوصيات ملتي هيں' جن کي مدد سے هم ايك کافي طويل عرصه معين کرکے اُسے "ازمنۂ وسطیٰ" کے نام سے موسوم کر سکيں؟ ميں مروجه درسي کتابوں کي رسمي ترتيب کو جس کے مطابق تاريخ هند کو قبل بدهه' بدهه' هندو' مسلم اور برطانوي زمانوں ميں

تقسیم کیا جاتا ہے، نہ تو علمی طور پر صحیح مانتا ہوں، اور نہ علمی نقطۂ نظر سے مفید سمجھتا ہوں - ہم نہیں جانتے، کہ بدھہ مذہب کا دور دورہ حقیقی معنوں میں کب تک رہا اور نہ اس امر کی کوئی دلیل موجود ہے، کہ اس عہد میں برہمنی دھرم بالکل مفقود ہو چکا تھا - اِس کے علاوہ لفظ "ہندو" سے بھی کسی زمانے کو نمایاں اور واضح طور پر دوسرے سے متمیّز کرنے میں کوئی مدد نہیں ملتی - اسی طرح مسلم اور برطانوی زمانوں کا تعین بھی دشوار ہے - معقول طریقہ یہہ ہے، کہ ہم اپنی تاریخ کو تین بڑے بڑے زمانوں میں تقسیم کرلیں، یعنی قدیم، وسطی، اور جدید - عام معنوں میں تاریخ کا آغاز ہونے سے پہلے زمانہ کے متعلق بھی ہمارے پاس کافی مصالحہ موجود ہے، مگر اس کی کوئی خاص تاریخیں مقرر نہیں ہو سکتیں - البتہ ہم اِس تمام مصالحہ کو ایک دور کے تحت میں لا کر اس کا نام "زمانۂ قبل از تاریخ" رکھہ سکتے ہیں - لیکن دقت اُس وقت پیش آتی ہے، جب ہم ان زمانوں کو تاریخ وار مرتب کرنے لگیں - یہ ممکن ہے، کہ زمانۂ قبل از تاریخ کا اطلاق گوتم بُدھہ کی پیدائش تک کے زمانہ پر کیا جائے، اور پھر قدیم تاریخ کا آغاز بُدھہ مت کی تبلیغ کے زمانہ سے

سمجھیں - لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کا خاتمہ کہاں کیا جائے؟ کیمبرج ہسٹری آف انڈیا میں تو اسے سن عیسوی کے آغاز تک شمار کیا گیا ہے - مسٹر کے - ڈي - بي کا ڈرنگتن کي تحریر سے مترشح ہوتا ہے، کہ وہ ہندوستان قدیم کا زمانہ گپتا خاندان تک سمجھتے ہیں، اور اس کے بعد عہد وسطیٰ کا آغاز شمار کرتے ہیں - مسٹر سي-وي ویدیا نے اپني کتاب "ہندوستان کا عہد وسطیٰ" میں (جس کي تین جلدیں شائع ہو چکي ہیں، اور ایک ابھي باقي ہے ہماري تاریخ کے از منۂ وسطیٰ کا آغاز سنہ ۶۰۰ع سے کر کے ان کو سنہ ۱۲۰۰ع پر ختم کیا ہے - آپ کے یونیورسٹي سکول آف ہسٹري کے مسٹر ایشوري پرشاد اِس ہندو وسطیٰ کا آغاز سنہ ۶۴۷ع یعني مہاراجہ ہرش کے انتقال سے کرتے ہیں، اور اس کا خاتمہ اُنھوں نے مغلوں کي فتح ہند کے موقع پر کیا ہے - آگے چل کر معلوم ہوگا، کہ از منہ وسطیٰ کي اِس تعریف کے حق میں بہت سے دلائل ہیں -

## ہرش سے پرتھوي راج تک

تاریخ یورپ کي جن خصوصیات کا اُوپر ذکر ہو چکا ہے، اگر اُن کے مقابلے میں کچھہ ایسي ہي نمایاں خصوصیات

ہندوستان کی تاریخ میں بھی مل جائیں، تو ہمیں ایک خاص دور معین کرکے اسے اپنے ازمنۂ وسطیٰ کے نام سے موسوم کرنے میں بہت سہولت ہو جائے - اگر غیر مہذب قوموں کے وقتاً فوقتاً ہندوستان میں وارد ہونے پر نظر ڈالی جائے، تو معلوم ہوگا، کہ اب سے صرف چند صدی پیشتر تک کوئی وقت ایسا نہیں گذرا جب ہندوستان ان حملوں سے کُلیۃً محفوظ رہا ہو - ہمیں معلوم نہیں کہ آرین حملوں سے پہلے ہندوستان پر کون کون سی قومیں حملہ آور ہوئیں، لیکن اب اِس امر کا مکمل ثبوت موجود ہے، کہ وادی سندھ کو عراق کی قدیم تہذیبوں سے کچھ نہ کچھ تعلق ضرور تھا - خود آرین حملے بھی کافی طویل زمانے پر حاوی ہیں - اس دوران میں بہت سے آرین قبائل وقتاً فوقتاً ہندوستان میں وارد ہوئے، جو ملک کے لسانی ارتقا پر اپنی مُہر ثبت کر گئے ہیں - جب ہندی آرین ملک میں آباد ہوئے، اور ملکی باشندوں سے کچھ خلط ملط ہونے لگے، اس کے بعد ایرانی اور یونانی اقوام حملہ آور ہوئیں، اور پھر ان کے بعد تورانیوں اور وسط ایشیا کے مخلوط قبائل کے حملوں نے زور پکڑا - یہ سلسلہ سن عیسوی کے آغاز سے چند صدی بعد تک جاری رہا - گپتا خاندان کے عہد اقتدار (سنہ ۳۲۰ع لغایت سنہ ۴۵۵ع)

کي استوار اور منظم تہذیب اپنے پیشتر اور بعد کي تاخت و تاراج کے صحرائے لق و دق میں ایك خوشنما نخلستان معلوم هوتي هے - تہذیب و تمدن کے اعتبار سے مہاراجه هرش کا زمانه (سنه ۶۰۶ع لغایت سنه ۶۴۷ع) گپتا تہذیب کي ایك آخري جھلك معلوم هوتا هے - هرش کے بعد بہت سے حملے هوئے، جن کي تفصیلات هم پر پورے طور پر روشن نہیں هیں - لیکن یه امر بخوبي واضح هے، که هرش کے بعد چار صدیوں تك بہت سي غیر ملکي نسلیں هندوستان میں آکر یہاں کے باشندوں سے خلط ملط هوتي رهیں - اب اِس اختلاط کي رفتار نسبتاً بہت تیز هوگئي تھي، اور هونا - گوجر - جات کے اقتدار کے باعث، جو راجپوت قبائل کا سرچشمه تھا، هندوستان کے باشندوں کي قبائلي تقسیم نئے سرے سے هو گئي - حقیقت میں هم ان چار صدیوں کو "راجپوت عہد" کا نام دے سکتے هیں - اگر هم راجپوت اقتدار کا زمانه پرتھوي راج دهلوي کے انتقال (سنه ۱۱۹۳ع) پر ختم کریں تو میرے خیال میں ڈھندلکے کا ایك کافي طویل زمانه بن جاتا هے، جسے هم بجا طور پر از منهٔ وسطیٰ کا آغاز قرار دے سکتے هیں -

## پرتھوي راج سے عہد مغلیہ تک

لیکن راجپوت قبائل کي یہ نئي شیرازہ بندي ہندوستان کي آبادي کي کوئي مستقل تقسیم و ترتیب ثابت نہ ہوئي - مسلم حملے، جن کے ساتھہ بہت سي نئي نئي نسلیں، نئے نئے تمدني ادارات، اور قوانین و آئین کا ایک استوار اور واضح سلسلہ ہندوستان میں وارد ہوا، اور ہندوستان کے معاشرتي اور تمدني حالات کے سمندر کو بلو بلو کر برابر انقلاب پیدا کرتا رہا - اِس سے بھي اہم یہ بات ہے، کہ مسلم تمدن ہندو دھرم میں جذب ہو جانے کے بجائے ایک نمایاں اور دائمي رد عمل کا باعث ہوا - قریباً (سنہ ۱۰۰۰ع سے سنہ ۱۳۱۰ع) تک مسلم اقتدار اور مسلم تمدن کي لہریں کبھي کم اور کبھي زیادہ زور سے ہندوستان میں متواتر وارد ہوتي رہیں، حتی کہ چودھویں صدي عیسوي کے آغاز میں قریب قریب تمام ہندوستان دکن سمیت مسلم اقتدار کے زیر اثر اور اس کا بہت بڑا حصہ براہ راست مسلم حکومت کے تحت میں آگیا - لیکن اس وقت بھي سوسائٹي کي کوئي معاشرتي تنظیم و ترتیب نہ تھي، اور نہ سوسائٹي کے معاشرتي اور تمدني ارتقا کے لئے کوئي میدان ہي تھا - قریباً سنہ ۱۳۱۰ع اور سنہ ۱۵۲۶ع

کے درمیان سلطنت دهلي کے زوال کے باعث بہت سي مقامي ریاستیں معرض وجود میں آگئیں - یہ بھي زیادہ تر مسلم هي تھیں - ان کي کوئي مستقل حدود نہ تھیں، اور کسي ریاست کے لئے بھي کسي خاص سیاسي نظام پر عمل کرنا آسان نہ تھا - سنہ ۱۵۲۶ع میں مغلوں کے وارد هندوستان هونے پر فضا میں ایک نمایاں انقلاب رو نما هو گیا - اب اگر سیاسي اقتدار میں نہیں، تو کم از کم معاشرتي اور سیاسي آئین و ادارات کي روش میں قدرے استحکام، کسی قدر نظام اور تھوڑا بہت استقلال پیدا هو گیا تھا -

## هندوستان کے از منۂ وسطیٰ کے تین حصے

اس لئے میرے خیال میں یہ بہتر هوگا، کہ هندوستان کے از منۂ وسطیٰ کا اطلاق هرش کے انتقال (یعني قریباً ساتویں صدي کے وسط) سے سلطنت مغلیہ کے قیام (یعني قریبا سولھویں صدي کے وسط) تک کے زمانہ پر کیا جائے - نو صدیوں کا طویل عرصہ پھر تین نمایاں حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، یعني (۱) هندو سوسائٹي کي نئے سرے سے تنظیم اور شیرازہ بندي کا زمانہ (سنہ ۶۴۷ع لغایت سنہ ۱۰۰۰ع)، (۲) مسلم اقتدار کے بتدریج نفوذ کے زیر اثر هندوستاني سوسائٹي

کی مزید ترتیب و تنظیم کا زمانہ (قریبا سنہ ۱۰۰۰ع لغایت سنہ ۱۳۱۰ع) اور (۳) سلطنت دھلی کا زوال، جس سے بہت سی چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستیں وجود میں آگئیں، اور اس وجہ سے ھندوستان میں من حیث‌القوم اتحاد عمل کا فقدان تھا، جس کا نتیجہ یہہ ھوا کہ مغل حملہ آور ھندوستان پر قابض ھوگئے (سنہ ۱۳۱۰ع لغایت سنہ ۱۵۲۶ع)، چونکہ ھمیں یہہ سب کچھہ اس تمہیدی تقریر کے بعد تین لکچروں میں ختم کرنا ھے، اس لئے بہترین طریق عمل یہہ ھوگا کہ ھر دور کے مطالعہ کی بنیاد ایسی شہادتوں پر رکھی جائے جو اُس کے آغاز پر روشنی ڈالتی ھوں - ازمنۂ وسطیٰ کی مذکورۂ بالا تقسیم کا ایک اَور فائدہ یہہ ھوگا کہ یہہ تقسیم کسی حد تک یورپ کے ازمنۂ وسطیٰ کی تقسیم سے ملتی جلتی ھے، اور اس لئے ھندوستان کے ازمنۂ وسطیٰ کے مطالعہ کے ساتھہ ساتھہ دونوں کی تاریخوں کا باھم مقابلہ بھی آسانی سے ھوسکیگا - اگر ازمنۂ وسطیٰ کا یہہ تعین درست تسلیم کرلیا جائے تو زمانۂ جدید عہد مغلیہ اور عہد انگلشیہ ھر دو پر مشتمل ھوگا، جنکے درمیانی وقفہ میں کوئی نیا انقلاب اچانک ظہور پذیر نہیں ھوا، بلکہ بتدریج تغیر و تبدل ھوتا رھا ھے - خود مغل بھی زمانۂ حال

كي تحريكات سے متاثر هوئے بغير نه رهے' اور ان کے دول مغربي
کے ساتهه بهي تعلقات تهے - مغلوں کے زمانه ميں مشرقي
سمندروں ميں يورپ والوں کي سرگرميوں کي توسيع کے باعث
غير ملکي بحري تجارت رفته رفته ترقي کرتي گئي' جس سے
هندوستان کي اقتصادي زندگي بيش از بيش موجوده شکل
اختيار کرنے لگي -

لکچر دوئم

(ساتویں صدي عیسوي)

## پہلا دور

# معاشرتي و اقتصادي کوائف

یہہ فرض کرلینے کے بعد کہ همارے ازمنۂ وسطی ساتویں صدي کے وسط سے شروع هوکر سولهویں صدي کے وسط میں ختم هو جاتے هیں، هم معاشرتي اور اقتصادي حالات کے مطالعہ کے لئے بڑي آساني سے تین نمایاں عہد منتخب کرسکتے هیں، جن پر اِس زمانہ کے حصوں کا آغاز هوتا هے - پہلا عہد جو میں منتخب کرونگا، مہاراجہ هرش کا زمانہ هے - اِس میں همارے مطالعہ کے لئے کافي مواد موجود هے - اگر چہ اِقتصادي کوائف کے لئے پورا مصالحہ نہیں ملتا، لیکن معاشرتي زندگي کي هم قریب قریب مکمل تصویر تیار کر سکتے هیں - مگر معاشرتي اور اقتصادي حالات باهم اس طرح گُھلے ملے هوتے هیں کہ ان میں کوئي نمایاں حد فاصل قائم نہیں کي جاسکتي - اب هم اُن کوائف پر ایک مختصر سا تبصرہ

کرینگے، جو اس زمانہ کے متعلق شہادتوں کا اِحتیاط اور توجہ سے مطالعہ کرنے پر دستیاب ہوتے ہیں -

# اسناد و شواہد

## (الف) ڈراما

ان شہادتوں کو ہم چار گروہوں میں تقسیم کرسکتے ہیں - پہلا گروہ اس زمانہ کے ادب ڈراما پر مشتمل ہے، جس کی نمائندگی کا حق وہ تین ناٹک بوجہہ احسن ادا کرتے ہیں، جو خود مہاراجہ ہرش سے منسوب کئے جاتے ہیں، یعنی پریا درشک، رتنا ولی اور ناگ نند - ماہرین کی اکثریت اِن تینوں کو ایک ہی مصنف سے منسوب کرنے کے حق میں ہے - اگر یہہ ناٹک حقیقتاً اور کُلیۃً مہاراجہ ہرش کی تصنیف نہ بھی ہوں، تو بھی اِس امر میں شك و شبہ کی گنجائش نظر نہیں آتی، کہ یہ تینوں اُن کی سر پرستی میں تیار کئے گئے تھے - ہمارے مقصد کے لئے اِتناہی معلوم کر لینا کافی ہے، کہ یہ قریبا کس زمانہ میں لکھے گئے - اور چونکہ اس معاملہ کے متعلق ذرا بھی شك و شبہ یا اختلاف رائے نہیں ہے، اس لئے ہمیں یہ باور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں،

نہ جن واقعات کا اِن ناٹکوں میں ذکر کیا گیا ہے، وہ ساتویں صدی کی معاشرتی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتے ہیں - یہ درست ہے، کہ ان ناٹکوں کا حلقۂ نظر بہت محدود ہے - یہ صرف دربار اور درباری اُمرا کی ضیافت طبع کے لئے تیار کئے گئے تھے، اور اِن کے پلاٹ (Plot) شاہی محل کی عاشقانہ سازشوں کے بعض مخصوص پہلوؤں تک محدود ہیں - لیکن اس کے باوجود بھی جس زمانے میں یہ لکھے گئے تھے، اس کی حقیقی زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے بہت مفید ہیں -

## (ب) بان بھٹ کا منثور قصیدہ اور افسانہ

اسناد کا دوسرا گروہ بان بھٹ کے دو افسانوں پر مشتمل ہے - یہ ہرش کا درباری تھا، اور اپنے زمانے کے اخلاق و آداب کے متعلق نہایت ہی واضح اور کار آمد بیان چھوڑ گیا ہے - اِن میں سے ہرش چرت مہاراجہ ہرش کی ابتدائی زندگی کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک منثور مدحیہ افسانہ ہے، جس میں ان کے خاندان کی ترقی اور اقتدار کا بھی شاعرانہ نثر میں ذکر کیا گیا ہے - دوسری تصنیف کادمبری ہے، جو سنسکرت نثر کی ایک بلند پایہ مثال ہے، اور ہر زمانے میں

ہندوستان کے وہ‌دانوں سے خراج تحسین وصول کرتی رہی ہے - اس میں ایک عجیب و غریب طوطے کی داستان نہایت ہی دلفریب پیچیدہ انداز میں بیان کی گئی ہے - حقیقت و واقعیت کی ظاہری فضا میں عشق و محبت، شجاعت اور مافوق‌الفطرت تبدیل ہیئت کی دلچسپ داستانیں (فسانہ در فسانہ) نہایت خوش اُسلوبی اور کامیابی سے داخل کی گئی ہیں - بان بھٹ نے زندگی کے مختلف مدارج کی تصویر تیار کرتے وقت اس کے ایک ایک جزو میں نہایت محنت سے رنگ آمیزی کی ہے - زندگی کے نقشہ میں باریک رنگ آمیزی کے متعلق اس کا انداز زمانہ حال کے انگریزی ادب میں کامپٹن میکنزی (Compton Mackenzie) کے ناولوں سے مشابہ ہے - لیکن بان بھٹ کو میکنزی سے وہی نسبت ہے، جو مشرقی منبت کاری کے اعلیٰ ترین نمونہ کو کسی یورپین زردوز کی نمایاں تر دستکاری سے ہو سکتی ہے - بان کے رنگین اور مرصع انداز بیان میں مبالغہ کو بہت کچھ دخل ہے، لیکن اس مبالغہ کو ترک کر دینے پر بھی ہمارے پاس اس زمانہ کی ایک ایسی مکمل تصویر رہ جاتی ہے، جو اس سے کئی صدی بعد کے زمانہ کے متعلق بھی کہیں دستیاب نہیں ہوتی - ان ہر دو تصانیف کا نہایت نفیس انگریزی ترجموں میں مطالعہ کیا

جا سکتا ھے، جو کتب شرقیہ کے ترجموں کے سلسلہ مطبوعہ لنڈن (Oriental Translation Fund Series) میں شامل ھیں - کادمبري کا ترجمہ مس سي-ایم-رڈنگ (Miss C. M. Ridding) نے اور ھرش چرت کا اي-بي-کاول اور ایف-ڈبلیو- ٹامس صاحبان (E. B. Cowell and F. W. Thomas) نے کیا ھے - اگر ھندوستاني اکاڈیمي سنسکرت کتابوں کا اردو میں ترجمہ کرنے کي خواھش مند ھو، تو ان دونوں ترجموں کي بڑے وثوق سے سفارش کي جا سکتي ھے - اِس امر کا فیصلہ کہ آیا اِن کا اردو میں ترجمہ ھو بھي سکتا ھے یا نہیں، ھم اُن لوگوں پر چھوڑ دیتے ھیں، جو اِس کٹھن راستے پر گام زن ھونے کي جرأت کریں -

## (ج) چیني سیاح

اِس دور کے متعلق معتبر شہادتوں کے تیسرے گروہ میں یوآن‌چوانگ (جسے ھیونگ سانگ بھي لکھتے ھیں) کا سفرنامہ اور اس کي سوانح عمري شامل ھیں، جو چیني زبان میں لکھے گئے تھے - سفر نامہ کا تازہ ترین اور بہترین ترجمہ وہ ھے، جو ٹامس واٹرس (Thomas Watters) نے کیا ھے (Oriental Translation Fund) - اور

اس کي سوانح عمري کا صرف ايك هي انگريزي ترجمه هے' جو مسٹر ايس-بيل (S. Beal) نے کيا تھا' اور اب سے کوئي ايك صدي پہلے شائع هوا تھا - يه ترجمه صحت کے لحاظ سے کچھه زيادہ اعتبار کے قابل نہيں - ميں نے اپني چھوٹي سي انگريزي کتاب "هندوستان ميں تين مسافر" (Three Travellers to India) ميں هندوستان کے متعلق اِس چيني سياح کے بيان کا ايك مختصر سا خاکه دے رکھا هے - يه کتاب پنجاب يونيورسٹي ميں ميٹريکوليشن کے نصاب ميں شامل هے -

## (د) کتبے اور فنون لطيفه

معتبر شہادتوں کا چوتھا گروہ سکوں' کتبوں اور اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي کے نمونوں پر مشتمل هے - جہاں تك هرش کے زمانے کے سکوں کا تعلق هے' همارے پاس اِن کے بہت کم نمونے موجود هيں - اور يه امر کچھه حيرت انگيز نہيں' کيونکه يوآن چوانگ لکھتا هے'* که بندر گاهوں سے جو اشياء بر آمد هوتي تھيں' اُن کي خريد و فروخت کا ذريعه تبادلۂ اجناس تھا' اور اندروني تجارت ميں سونے چاندي کے سکوں

* يوآن چوانگ-جلد ۱ - صفحه ۱۷۸

کے علاوہ کوڑیاں اور چھوٹے چھوٹے موتي زیادہ استعمال کئے جاتے تھے - کتبوں کے ہمارے پاس تین نمونے موجود ہیں، جن میں سے دو تامب پتر ہیں (یعني عطیۂ زمین کي سندات جو تانبے کي تختیوں پر کندہ ہیں) - اِن سے ہمیں مالیہ وصول کرنے کے عام دیہاتي طریق کے متعلق کچھہ واقفیت حاصل ہوتي ہے - اس زمانے کي نقاشي اور سنگ تراشي کے نمونوں کا معاینہ قلمرو نظام کے شمال میں اجنتا، اور ریاست گوالیار کے جنوب میں دھار سے کوئي پچاس میل مغرب کي جانب باغ کے غاروں میں کیا جا سکتا ہے - ان ہر دو فنون کي تصاویر کا مجموعہ لنڈن کي اِنڈیا سوسائٹي (India Society) نے شایع کیا ہے، اور بعض تصاویر کا کوڈرنگٹن صاحب کی انگریزي کتاب "ہندوستان قدیم" (Ancient India (Codrington's میں بھي شامل ہیں -

## بادشاہ، وزیر اور نظام خانہ داري

بان بھٹ کے قصیدہ کا ممدوح خود مہاراجہ ہرش ہے، اور سارے قصیدہ میں اُسکے خلاف اسکے سوا کوئي بات نہیں ملتي کہ ہم عصر بادشاہوں اور حلیفوں کے ساتھہ اس کا طرز

عمل کسی قدر تحکمانہ ہوتا تھا* - اس کے زبردست اور مضبوط کیرکٹر، مختلف مذاہب سے رواداری، بہن سے غایت درجہ کی محبت و عقیدت اور علم ادب، موسیقی اور فنون لطیفہ سے شغف کی تصدیق چینی سیاح نے بھی کی ہے - ہرش کو ہم حقیقت میں ایک غیر معمولی انسان اور حکمران تصور کرسکتے ہیں، لیکن ہرش کے ناٹکوں میں عام بادشاہ کی جو تصویر کھینچی گئی ہے، وہ اس زمانہ کے فرمارواؤں کے کمزور اور عیاش ہونے پر دلالت کرتی ہے - ایسے عام بادشاہوں کی سلطنت کا شیرازہ اپنے قیام کے لئے وفادار برہمن وزیروں کے حسن تدبیر کا مرہون منت ہوتا تھا، لیکن یہہ وزیر بھی کوتلیا کے ارتھہ شاستر کے سیاسی فلسفہ کی لغزشوں سے بالاتر نہ ہوتے تھے - عام طور پر راجہ کی کئی کئی رانیاں ہوتی تھیں، جو اس کے انتقال پر اس کے ساتھہ ستی ہوجاتی تھیں† - ان کے علاوہ اس کے حرم میں بہت سی کنیزیں بھی داخل ہوتی تھیں - حرم سرا کی حفاظت کبڑے، بونے اور عمر رسیدہ آدمی کرتے تھے‡ - بڑی رانی عموما زنانہ کی نوجوان

---

* ٹین مسافر - صفحہ ۲۴ -

† پریا درشک - صفحہ ۱۷ -

‡ پریا درشک - صفحہ ۷۵ -

اس زمانے میں ہیجڑے ضرور پائے جاتے ہونگے کیونکہ اس سے پیشتر منو اور مہا بھارت میں بھی ان کا ذکر آتا ہے -

اور خوبصورت عورتوں سے بے حد حسد کیا کرتی تھی - لیکن جب ان میں سے کوئی اعلیٰ اور کوئی شریف گھرانے کی ثابت ہوجاتی' تو بڑی رانی راجہ کو اس سے شادی کرلینے کی رضامندی دے دیتی تھی' اور اُسے اپنی سوکن سے مساوات کا برتاؤ کرنا پڑتا تھا -

## خواتین اور اُن کے اطوار و عادات

اعلیٰ طبقہ کی عورتوں میں پردہ کا تھوڑا بہت رواج تھا - بعض جگہہ رانی کے نقاب کا بھی ذکر آتا ہے* ' اور ڈراما سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ نے اپنی رانی کو جادوگر کے کرتب دیکھنے کے لئے بلایا تو پہلے سب لوگوں کو کمرے سے باہر چلے جانے کا حکم دیدیا† - رانی کی ایک رفیقہ کا ذکر بھی ''علامہ خاتون'' کی حیثیت میں آتا ہے' جو کسی اعلیٰ طبقہ کی عمر رسیدہ عورت تھی' اور شاہی خاندان کے دل بہلانے کے لئے چھوٹے چھوٹے ناٹک یا ایک آدھہ نظارہ (سین) تصنیف کرکے انہیں دکھانے کا اہتمام کیا کرتی تھی‡ -

---

* رتناولی - ایکٹ ۳ - ناگ نند - ایکٹ ۳ -

† رتنا ولی - ایکٹ ۳ -

‡ پریا درشکا - صفحہ ۴۷ -

اُونچے گھرانوں کي دوشیزہ لڑکیوں کو موسیقي، رقص اور سازندگي کے ھنر سکھائے جاتے تھے -

## برھمن مسخرہ

شاھي عشق و محبت کي ریشہ دوانیوں کے سلسلہ کا دار و مدار عموماً وِدُوشك یعني مسخرے کي عنایت پر ھوا کرتا تھا - یہہ مسخرہ اگر چہ ذات کا برھمن ھوتا تھا، لیکن ناٹك میں اسے قابل نفرت شخصیت بناکر پیش کیا جاتا تھا - یہہ حرص و آز کا بندہ تھا، اور معمولي غلام بھي اس کا مضحکہ اُڑاتے تھے* - ایك ناٹك میں برھمن وِدُوشك کو ایك غلام بري طرح گھسیٹتا ھے، اس کا مقدس زُنّار توڑ دیتا ھے، اور نہایت دریدہ دھني سے برھمن دیوتا کو ''بھورا بندر'' کہکر مخاطب کرتا ھے - بان خود برھمن تھا، لیکن اس کے قلم سے بھي ایك جگھہ ''چڑچڑے اور لڑاکے برھمن'' کے الفاظ موجود ھیں† - نظارہ یہہ تھا کہ یہہ برھمن راجہ کي سواري کو گذرتے دیکھنے کے لئے درختوں پر

---

* ناگ نند - صفحہ ۳۴ -

† ھرش چرت - صفحہ ۲۰۹ -

چڑھکر بیٹھے تھے، اور نیچے کھڑے عصا بردار انھیں اپنے ڈنڈوں سے بے طرح کچوکے دے رہے تھے -

## ایوان شاھي
## راجہ کي عادات

شاھي ایوان کي دیواریں سفید ریشمي پردے لٹکاکر آراستہ کي جاتی تھیں - فرش پر صندل کے عرق کا چھڑکاؤ کي خوشبو کثرت اعلیٰ درجہ کا مشك ملا ھوتا تھا - کیوڑے کیاجاتاتھا، جس میں سے استعمال ھوتي تھي - کمرے میں ایك حجرہ سا بناکر اس میں سفید پلنگ اور جڑاؤ پائیدان رکھا ھوتا تھا، یہاں راجا صاحب ورزش اور دوپہر کے اشنان کے بعد آرام فرماتے تھے - اُس وقت ایك دوشیزہ اپني "تازہ کنول کي پتي ایسي ھتیلي" سے آھستہ آھستہ ان کے پاؤں سہلایا کرتي تھي - وہ دوسرے ملکوں کے راجاؤں اور وزیروں سے یہیں ملاقات کیا کرتے تھے، اور اُن دوستوں کو بھي یہیں شرف باریابي نصیب ھوتا تھا، جو اپنے رتبہ کے لحاظ سے مقابلتاً تنہائي میں ملاقات کرنے کے مستحق تھے* - ایوان کے بعض

* کادمبري - صفحہ ۱۵ -

کمروں کي ديواريں نقش و نگار سے آراستہ ہوتي تھیں - ان کمروں کو چتر شالا کہتے تھے* - ہر باکمال فرمانروا عموماً سحر و ساحري کے فنون سے واقف اور زہروں کے تریاق کا ماہر ہوتا تھا† - لیکن راعي اور رعایا کے تعلقات سے قومي جذبات کي نشون نما لازمي نہ ہوتي تھي' حتی کہ کسي بیروني دشمن کے حملہ کے آغاز ہي میں زمیندار لوگ مقابلہ کرنے کے بجائے کچھہ عرصہ کے لئے اس کے سامنے سر تسلیم خم کردیا کرتے تھے - اگر راجہ کي طبیعت کا رجحان بدھہ مت کے عقاید کے جانب ہوتا' تو وہ شستر باندہ کر اپني رعایا کي حفاظت کے اُس فرض سے غافل ہو جاتا تھا' جو ایک کشتري کي حیثیت میں اس پر عاید ہوتا تھا - اس پر یہي خیال مسلط رہتا تھا' کہ سلطنت کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہانا مہا پاپ ہے‡ -

## شہر اُجین

اب ہم ہرش کے دارالحکومت اُجین کی اُس تصویر کو لیتے ہیں' جو بان نے الفاظ میں کھینچي ہے -

---

* پریا درشک - صفحہ ۵۵ -
† پریا درشک - ایکٹ ۴ -
‡ ناگ نند - ایکٹ ۳ -

اُجین ایک با رونق اور خوش و خرم شہر تھا، جو اپني مرکزي حیثیت کی وجہ سے جنوبي اور مغربي ھندوستان کي دولت پر حاوي تھا - اس کے گرد ایک گہري خندق تھي، اور حفاظت کے لئے مضبوط فصیل بني ھوئي تھي، جو چونا مٹي سے سفید نظر آتي تھي - متعدد مقامات پر نیلے آسمان پر باتیں کرتے ھوئے اونچے اونچے بُرجوں کا تصور بھي بان کے بیان سے بندھ سکتا ھے - بازار تجارتي مال سے بھرے ھوئے تھے - موتي، مرجان اور زمرد کي خرید و فروخت عام تھي - شہر کي تصویر گاھوں کي دیوا ریں دلفریب نظاروں کے نقش و نگار سے مزین تھیں - اِن تصویروں کے نفس مضمون کا اندازہ ان تصاویر سے بخوبي کیا جا سکتا ھے، جو اجنتا اور باغ کے غاروں میں اب تک موجود ھیں - دیواروں پر تصویریں دو قسم کی بنائي جاتي تھیں - ایک وہ جنمیں پاني کے رنگ تیل کے بغیر پلستر سوکھنے سے پہلے بھرے جاتے تھے، اور جنکو اطالوي زبان میں فریسکو (Fresco) کہتے ھیں - دوسري وہ جو رنگوں کے ساتھ تیل کے بجائے کوئي اور مرغن شے مثلاً انڈے کی زردي ملاکر پلستر پر لگائي جاتي تھیں - اِس ترکیب کو اطالوي میں تیمپرا (Tempera) کہتے ھیں - مضامین اور نظارے دیوتاؤں، راکشسوں،

ناگوں اور دوسري پُرانك هستيوں كے هوتے تھے، مگر روز مرہ زندگي كے نقوش خال خال هي نظر آتے تھے - هرش كے زمانے ميں زيادہ تر شيو جي كي پوجا هوتي تھي، جنھيں اس زمانے كے ناٹكوں اور افسانوں ميں نماياں حيثيت حاصل هے - چوراهوں پر مندر تھے، جن پر سفيد جھنڈے لہراتے نظر آتے تھے - عشق كے ديوتا كامديو كي بھي پرستش هوتي تھي - اس كے جھنڈے پر مچھلي كي تصوير بنائي جاتي تھي - بہار اور خزاں كے موسم ميں لوگوں كے خاص تہوار منانے كا بھي ذكر ناٹكوں ميں آتا هے - ان تہواروں ميں عوام كافي آزادي سے كام ليتے تھے، اور خوب شور و شغب هوتا تھا، جو موجودہ زمانے ميں هولي كے تہوار سے بہت كچھ ملتا جلتا هے - گھنٹوں كي خوشگوار ٹن ٹن سنائي ديا كرتي تھي، اور خاص خاص اطلاعات مثلاً راجہ صاحب كي تشريف آوري اور مراجعت كا اعلان ناقوس كي صدا سے كيا جاتا تھا - مقدس كتابوں كے منتروں كے جاپ كي پياري اور سريلي آواز اكثر كانوں ميں پہونچتي تھي - بہت سے باغ باغيچے تھے، جو هر وقت چرس يا ڈول سے سيراب هوتے رهتے تھے - كوؤں پر پختہ تھڑے موجود تھے، اور غالباً تہ خانے بھي هوتے تھے - ان تہ خانوں ميں جانے كے لئے زينے هوتے

تھے، جیسے آج کل باؤلیوں میں پائے جاتے ہیں - ارد گرد مفصلات میں گھنے درختوں کے تاریک جھنڈ تھے - دریاے سپرا جو چنبل کا ایک معاون ہے، شہر کے پاس سے ہوکر بہتا تھا، اور گرد و نواح کی سر زمین میں کنول کے پھولوں سے ڈھکی ہوئی، بہت سی جھیلیں بہار دکھاتی تھیں* -

## لوگوں کی طرز زندگی

اُجین کے باشندے، جیسا کہ اِس دولتمند شہر کے لوگوں کو ہونا چاہئے تھا، نہایت زندہ دل اور خوشباش تھے - انھیں اپنے تعمیرات عامہ کے نمونوں پر بڑا ناز تھا، جو کوؤں، پُلوں، مندروں اور تفرج گاہوں پر مشتمل تھے - شاہراہوں پر مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے چھپر بنے ہوئے تھے - دھارمك ودیارتھیوں کے لئے دارالاقامۃ اور عوام کے لئے جلسہ گاہیں تعمیر کر رکھی تھیں - اُجین والوں کے لئے سمندر کے بہترین خزانے شہر کی جانب کھنچے چلے آتے تھے - بان بھٹ کے عجیب و غریب الفاظ میں یہ لوگ "اگر چہ بہادر تھے لیکن بے حد خلیق، زبان کے میٹھے تھے لیکن راستگوئی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے، حسین و جمیل تھے، لیکن گناہ کی آلایش سے پاک،

* کادمبری - صفحہ ۲۱

مہمان نواز تھے لیکن مہمانوں سے تحفہ تحائف کی خواہش نہ رکھتے تھے، اگر چہ دولت اور محبت کے پجاری تھے، لیکن حد درجہ کے انصاف پسند" انھیں فنون لطیفہ سے از حد شغف تھا - ان کی گفتگو لطائف و ظرائف سے پر ہوتی تھی - پوشاک شاندار اور بے عیب پہنتے تھے - انھیں غیر ملکی زبانوں میں دسترس حاصل تھی، اور فسانوں، پوتر اِتہاس اور پرانوں کی کتھا کے شوقین تھے - مگر اِس کے ساتھہ ہی جواري بھی پکے تھے* - مینا اور طوطے بڑے شوق سے پالتے تھے - ہودج سے سجے ہوئے یا بلا عماري ہاتھی کثرت سے پائے جاتے تھے، اور گھوڑے بھی ہر جگہہ نظر آتے تھے - بان کی اِس لفظی تصویر کی تصدیق اُن تصویروں سے بھی ہوتی ہے، جو غاروں میں موجود ہیں -

## دیہات، جنگل، آشرم اور چنڈالوں کي فرود گاهیں

ملک کی آبادي گنجان نہ تھی - اِس امر کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، کہ سڑکوں وغیرہ کا کوئی قابل تعریف انتظام موجود تھا - بہت سا رقبہ جنگلوں سے پٹا پڑا تھا، جن میں ہاتھیوں کی کثرت تھي " سیکڑوں شیر ببر

* کادمبري - صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲

دھاڑتے پھرا کرتے تھے جنگلوں میں سنیاسیوں کے آشرم اور پشچاتاپ کے لئے تپوبن تھے - ایسے مقاموں پر شکار کے دوران میں اکثر راجہ مہاراجہ اُترا کرتے تھے - سنیاسیوں کے آشرم صنف نازک کے اثر سے خالی نہ تھے - ناٹکوں میں راجاؤں کی اکثر عاشقانہ ریشہ دوانیوں کا مرکز کوئی اعلیٰ گھرانے کی دو شیزہ ہوتی ہے، جس نے کسی سنیاسی مہاتما کی دھرم پُتری کی حیثیت میں اپنی ہی صنف کی بہت سی سہیلیوں میں پرورش پائی ہوتی ہے -

بان نے ایک بڑی عجیب وحشی آبادی کا ذکر کیا ہے - یہ چنڈالوں کی ایک فرود گاہ تھی، جسے بان بھٹ نے دنیا بھر کی بدعنوانیوں کا گہوارہ لکھا ہے - چنڈالوں کے لڑکے شکار کھیلنے، کتوں کی ڈوریاں کھینچنے اور چھوڑنے، باز سِدھانے، جال کی مرمت کرنے، ہتھیار سجانے اور مچھلیاں پکڑنے میں مصروف نظر آتے ہیں - ان کے جھونپڑے بانس کے گھنے جنگلوں میں پوشیدہ ہوتے تھے - احاطوں کی حدود کھوپڑیوں کے خرمنوں سے بنی ہوتی تھیں - راستوں میں جو کوڑا کرکٹ کے ڈھیر ہوتے تھے، ان میں ہڈیاں کثرت سے پائی جاتی تھیں - جھونپڑے کے صحن میں خون، چربی اور گوشت کے لوتھڑوں کی کیچڑ سی ہوتی تھی - ان کا ملبوس بھدے سے جنگلی

ریشم کا ہوتا تھا، اور بستر کی جگہہ یہ لوگ خشک کھالیں استعمال کرتے تھے - ان کے گھروں میں سنتری کا کام کتوں سے لیاجاتا تھا، اور یہ لوگ گایوں پرسوار ہوتے تھے - اس وحشت انگیز لفظی تصویر کا لب لباب بان نے اس مختصر مگر پُرمعنی فقرہ میں ادا کردیا ہے، کہ "یہ جگہہ تمام جہنموں کا نقشہ تھی* " - شاید یہ لوگ ان جرائم پیشہ قبائل کے آباواجداد تھے، جن کی فرودگاہیں آج کل بھی ہندوستان میں پائی جاتی ہیں - البتہ ان لوگوں پر آج کل کیسی پابندیاں عاید نہ تھیں، اور معلوم ہوتا ہے، کہ وہ مقابلتا خوش حال اور فارغ‌البال تھے - یا شاید وہ ان قبائل کے نمائندے ہوں، جن کا بہت بڑا حصہ رفتہ رفتہ عام آبادی میں گھل مل چکا ہو -

## شِوجی کا اُپاسک

ہرش چرت میں ایک شیَونپسوی کی شکل وصورت اور لباس کا مفصل بیان موجود ہے، جس کا مطالعہ ہمارے لئے کار آمد ہوگا - اس کے ساتھہ جوگیوں کا ایک جمگھٹ تھا - وہ صبح سویرے اٹھہ کر اشنان کرتا،

---

* کادمبری — صفحہ ۲۰۴

آٹھوں مقررہ طریقوں پر پھولوں کی بھینٹ چڑھاتا اور ھون کا اھتمام کرتا تھا - زمین پر گائے کے تازہ گوبر کا چوکا دیا جاتا تھا - تپسوی شیر کی کھال کے آسن پر بیٹھتا تھا ' جس کے گرداگرد بھبوت کی ایک لکیر مینڈ ایسی بنی ھوتی تھی - تن ڈھانکنے اور سردی سے بچنے کے لئے وہ ایک سیاہ اُونی چولا استعمال کرتا تھا - اپنے بالوں کو اُوپر کی جانب اِکٹھے کرکے گرہ دے لیتا تھا ' اور اس کی جٹاؤں سے مالا کے گول گول منکے لٹکتے نظر آتے تھے - عمر پچپن سال کے قریب ھو گئی - سر کے کچھ بال سفید ھو گئے تھے ' اور چندیا کہیں کہیں سے گنجی نظر آتی تھی - کان بالوں سے ڈھک رھے تھے - مستک چوڑا تھا ' اور اِس پر بھبوت کا تلک لگا رکھا تھا ' - کبھی کبھی وہ تیوری چڑھا لیتا تھا - اس کی لمبی لمبی آنکھیں زردی مائل تھیں ' اور ان کے گوشوں میں لال لال ڈورے دکھائی دیتے تھے - اس کی ناک کا سرا گرڑ پنکھی کی چونچ کی طرح مڑا ھوا تھا - دانت گرنے شروع ھو گئے تھے ' لیکن جو باقی تھے ' وہ " شو مہاراج کی کلغی کی مانند سفید تھے ' وہ شو مہاراج جو ھر وقت اس کے دل کے سنگھاسن پر براجمان رھتے تھے " - اس کا ھونٹ ذرا نیچے کو لٹکا ھوا تھا - لمبے لمبے کانوں میں بلوری مندرا شوبھا دے رھی تھیں - ایک

بازو میں لوھے کا کنگن پہن رکھا تھا ' اور جڑي بوٹیوں سے مرکب ایك تعویذ بندھا ھوا تھا - داٹیں ھاتھہ سے مالا جپتا رھتا تھا - اس کے سینے پر لٹکتی ھوئی لمبی داڑھی گویا ایك جھاڑو تھی ' جو سینے کو خواھشات کے گرد و غبار سے پاك و صاف کر رھی تھی " - لنگوٹ پوتّر کتان کا بنا ھوا سفید تھا - اس کے پاؤں کے تلوے ملائم اور سرخ تھے ' اور وہ ھر وقت کھڑاؤں پہنے رھتا تھا ' جو بالکل سفید اور پانی سے ڈھلی ھوتی تھیں - اس کے پاس بانس کا ایك ڈنڈا تھا ' جس کے سرے پر لوھے کا سوا لگا ھوا تھا - بات چیت بہت کم اور آھستہ آھستہ کرتا تھا ' اور ساتھہ ھی مسکراتا جاتا تھا - اس کے متین اور فرسودہ چہرے پر رحم دلي اور دانائي کي جھلك نظر آتي تھي - اس کي فیاض صورت سے صداقت و پاکیزگي ' صبر و اِستقلال اور روحاني مسرت ٹپکتي تھی - بان بھٹ کے الفاظ میں " یہ ھے مہاتما بھیرو چاریہ کي تصویر " جو سچ مچ شوجی کا اوتار تھے* " -

اس قسم کي بہت سی لفظی تصویریں موجود ھیں ' لیکن ھم صرف دو اَوْر تصویروں کے سر سري معاینہ پر اکتفا کرینگے - ایك تو یہ ' کہ راجہ کے گھر میں فرزند تولد ھونے پر کس طرح

* ھرش چرت - صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴ -

جشن منایا جاتا تھا ' اور دوسرے وندھیاچل میں ایک دوردست گاؤں کا جو نقشہ بان نے کھینچا ہے ' اُس پر سرسری نظر ڈالینگے -

## راجکمار کی تولید پر جشن تہنیت

جب راجہ کے یہاں فرزند نرینہ پیدا ہوتا ' تو یہ مژدۂ جاں فزا شہر کے تمام لوگوں تک پہنچادیا جاتا ' اور وہ دل کھول کر خوشیاں مناتے تھے - اس وقت بے جان چیزوں میں بھی مسرت و انبساط کی ایک لہر دوڑتی نظر آتی تھی - اُسی وقت نرسنگھوں میں سے کسی کے بجائے بغیر بلند اور سریلی آواز خود بخود نکلنے لگتی تھی ' ڈھول اور مردنگ آپ سے آپ زور زور سے بجنے لگتے تھے ' گویا بے کہے سنے خود اپنی رضا و رغبت سے خوشیاں منانے لگتے تھے - گھوڑے اپنے ایال ہلا ہلا کر جوش مسرت سے ہنہناتے تھے - ہاتھی اپنی سونڈ اُوپر اٹھاکر اس جشن عام میں حصہ لیتے تھے - ہولی کی طرح آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہوتے نظر آتے تھے - برہمن دیوتا سفید لباس پہنے ' ویدمنتروں کا جاپ کرتے ننھے راجکمار کو اشیرباد دینے آتے تھے - خاندان کے بڑے بوڑھے جلد جلد شاہی محل میں جمع ہونے لگتے - اس تقریب سعید پر

بہت سے قیدی آزاد کئے جاتے ' اور وہ اپنی لمبی لمبی گرد آلودہ ڈاڑھیاں ہلاتے اُچھلتے کودتے ہجوم میں جا شامل ہوتے - مسرت و شادمانی کے اس جوش و خروش میں شاہی محل کا سارا نظام درہم برہم ہوجاتا - خلقت کا ہجوم عصا برداروں کی ذرابھی پروا نہ کرتا - لوگ رنواس تک جاپہنچتے تھے - اس وقت آقا اور غلام ایک ہی سطح پر نظر آتے ' بچے بوڑھے کی کوئی تمیز نہ رہتی ' عالِم اور جاہل دوش بدوش دکھائی دیتے ' با ہوش اور بدمست میں کوئی فرق نہ رہتا ' امیر زادیاں اور عام کوچہ گرد عورتیں ایک ہی انداز میں قہقہے لگاتی دکھائی دیتیں - غرض شہر کا شہر دنیا و مافیہا سے بے خبر رنگ رلیاں مناتا نظر آتا تھا - ہمسایہ راجاؤں کی رانیاں ہزاروں کی تعداد میں اپنے بیچھے خادموں اور ماماؤں کے سروں پر بے شمار تحفے لوائے شاہی محل کی طرف آتی دکھائی دیتی تھیں - شراب خانوں سے بادۂ گلرنگ کے فوارے چھوٹنے لگتے تھے ' اور لوگوں کا بے مہار ہجوم بے جھجک بیہودہ چھیڑ چھاڑ کرتا اور بے روک ٹوک اُودھم مچاتا پھرتا تھا - سب لوگ ایسے بیہوش و بے خود ہو جاتے تھے ' جیسے پاگلوں کا تہوار منایا جا رہا ہو ' کیونکہ یہ راجکمار کی تولید سعید کا دن تھا* -

---

* ہرش چرت - صفحہ ۱۱ لغایت ۱۰۲ -

# کوہ وندھیاچل میں ایک گاؤں

کوہ وندھیاچل کے جنگلی گاؤں کے گرد دُور دُور تک جنگل پھیلے ہوئے تھے - یہاں بڑ کے دیوسار درخت نظر آتے تھے، جن کے گرد خشک شاخوں سے گایوں کے لئے باڑے بنا رکھے تھے - شیر اکثر چھوٹے موٹے بچھڑوں پر حملہ کر کے انھیں مار ڈالا کرتا تھا، اس موذی کو پھانسنے کے لئے جھلائے ہوئے کسانوں نے پھندے لگا رکھے تھے - جنگلوں میں کہیں کہیں دھانوں کے کھیت، کھلیان، اور فصلیں نظر آتی تھیں - کاشت بہت کم ہوتی تھی، اور زیادہ تر کھیتوں کو پھاوڑے سے کھود کر بیج بویا جاتا تھا - کھیتوں میں اُونچے اُونچے مچان بنا رکھے تھے، جہاں سے لوگ فصل کی حفاظت کرتے تھے، اور جنگلی جانوروں کو آتے دیکھ کر ڈرا دھمکا کے بھگا سکتے تھے - سڑک پر کے درختوں سے چھوٹی چھوٹی منڈھیاں بنائی ہوئی تھیں - ان میں لکڑی کی تپائیوں پر پانی کے برتن رکھے ہوئے تھے - یہاں سورج کی تپش سے بڑا آرام ملتا تھا - کہیں کہیں لوہاروں نے کوئلہ تیار کرنے کے لئے بھٹیاں بنا رکھی تھیں، جن میں لکڑی کے انبار جل رہے تھے - گاؤں کے لوگ بڑے بڑے کلہاڑے کندھوں پر رکھے اور کھانے کے برتن گلے سے لٹکائے ایندھن جمع کرنے آیا کرتے تھے - کبھی ان کے آگے

قوي هیکل بیلوں کي جوڑیاں بھي ھوتي تھیں - شکاري اور چڑیمار ھاتھوں میں جال اور پنجرے لئے اپنے شغل کي دھن میں پھرا کرتے تھے - لوگ ھر قسم کي جنگلي پیداوار مثلاً شہد، مور کي دُم کے پر اور موم وغیرہ جمع کر کے گاؤں میں لے آتے تھے - عورتیں جنگلی پھلوں کے ٹوکرے سروں پر دھرے چلی آتي تھیں - گاؤں کے احاطے بھی تھے، جن کی پرداخت بڑي احتیاط سے کی گئی تھی، اور اِرد گرد باڑ لگا رکھی تھي - اِدھر اُدھر جہاں دیکھو کالے ھرن چوکڑیاں بھرتے نظر آتے تھے - گاؤں والوں کي جھونپڑیاں بانس اور کانٹے دار جھاڑیوں کے درمیان ایك دوسرے سے دور دور تك پھیلي ھوئي تھیں - زمین میں کھونٹے گاڑ کر چھوٹے بچھڑوں کو ان سے باندھ رکھا تھا - مرغوں کي اذان سے بکھرے ھوئے گھروں کے محل وقوع کا پتہ چلتا تھا - دیواریں بانس کے پتّوں، شاخوں اور گھاس پھونس سے بني ھوئي تھیں - ان میں کہیں کہیں رنگ کے چھینٹے بھي نظر آ جاتے تھے - لوگوں نے چھوٹے چھوٹے جانور مثلاً جنگلي بِلّیاں، سدھائے ھوئے سانپ اور نیولے بڑي محبت سے پال رکھے تھے - اس سے اندازہ ھو سکتا ھے، کہ ان دیہات کي طرز زندگي اور جنگلي زندگي میں کس قدر یگانگت تھي* -

---

* ھرش چرت - صفحہ ۲۲۵ لغایت ۲۲۹

## شملیں اور لباس

ادبي نقّاش کے قلم سے نکلے هوئے اِس مرصّع بیان کو چهوڑ کر هم اُن اقتصادي کوائف کا مطالعہ کرینگے، جو چیني سیاح کے سفر نامہ میں سے مقابلتاً سادہ عبارت میں اخذ کئے جا سکتے هیں - لیکن اس سے پہلے چند ایسے امور کي طرف توجہ کرنا مفید ثابت هوگا، جو اُس زمانے کي سنگ تراشي اور نقاشي سے واضح هوتے هیں - اَجنتا کے غار* میں (جس کي تاریخ چهٹي سے ساتویں صدي عیسوي تک شمار کر سکتے هیں) کهدائي کا نہایت دلکش کام موجود هے، جو ستونوں کے بالائي حصوں کي تختیوں پر کیا هوا هے - یہ کام اِس قدر بلندي پر هے، کہ اِس کي شکلوں پر عام سیاحوں کي نظر بہت کم پڑتي هے - نسواني شکلوں کے خط و خال اور قد و قامت قریب قریب یوناني هیں - بعض دوسرے غاروں میں اکثر چہروں کي شکل و شباهت اور سر کا لباس ایراني بهي هے - کیا یہ کام یوناني یا ایراني نمونوں کے مطابق تیار کیا گیا تها؟ مہاتما بُدھ یا بودهي ستو اور هاتهہ میں پهول لئے هوئے اِندر دیوتا کي تصویروں کے هلکے

---

* کاڈرنگٹن — تصویر ۳۵ —

اور نفیس* خطوط سے معلوم ہوتا ہے، کہ اُس زمانے میں مصوری کا فن نفاست کے اعتبار سے کس عروج پر پہنچ چکا تھا - ایک تصویر میں سیاہ گھنگریالے بالوں والا راجکمار اشنان کرتا دکھایا گیا ہے† - وہ ایک چوکی پر بیٹھا ہے، اور خادم اُس پر برتنوں میں سے پانی ڈال رہے ہیں - اِس تصویر سے بان بھٹ کی لفظی تصویر کی خوب تشریح ہوتی ہے - باغ کے غاروں میں گویا عورتوں کے دو گروہوں کی تصویریں ہیں،‡ جو ترکیب تصویر پر انتہائی قدرت، ہاتھوں اور چہرے کے نہایت نفیس اور دلکش نقوش اور بحیثیت مجموعی ہو بہو تصویر اُتار نے کے فن کے اعلیٰ معیار پر دلالت کرتی ہیں - یہ بات بھی قابل ذکر ہے، کہ چہروں کی رنگت ایک دوسرے سے مختلف ہے - گورے چٹے سے لیکر کالے بھجنگ تک ہر رنگ کے چہروں کی تصویریں موجود ہیں - اسی طرح خط و خال اور سر کے لباس میں اختلاف ہے - تصویروں میں جو کپڑے پہنا رکھے ہیں، ان میں بھی کمی بیشی پائی جاتی ہے - قریبا عریاں سے لیکر اُن پورے ملبوس میں بنی ہوئی تصویروں

* اجنٹا - تصویر ۱۱
† اجنٹا - تصویر ۱۲
‡ باغ - تصویر ۵ و ۴

تک موجود ہیں، جو اِن دونوں گروہوں کے مرکزوں میں نظر آتی ہیں - معلوم ہوتا ہے، اس وقت تک ہندوستان کي آبادي میں نسلي اختلاط نے ابھي مستقل صورت اختیار نہ کي تھی - علم ادب اور روایات کي صورت میں جو شہادت دستیاب ہوتی ہے، اُس سے بھي ہم یہي نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں -

## انواع حقیت اراضي

جن اقتصادي کوائف کا ضمنا ذکر ہو چکا ہے، ان کے علاوہ بعض مزید حالات مختصراً بیان کئے جا سکتے ہیں - مادھوبن (ضلع اعظم گڑھہ) کے عطیہ کا جو پتہ تانبے کي تختي پر کندہ ہے،* اس سے پانچ قسم کے محاصل کا پتہ چلتا ہے، جو دیہات میں زمین کے قابضوں کو ادا کرنے پڑتے تھے، یعني (۱) تُلامایا، (۲) پیدا وار کا ایک مقررہ حصہ، (۳) نقد رقم، (۴) ذاتي خدمات، اور (۵) دیگر محاصل - تلامایا سے کیا مراد ہے؟ غالبا یہ تلائي سے ملتي جلتي کوئي رسم ہوگي، جو آج تک پراني روش کي دیہاتي منڈیوں میں رائج ہے - ہمارے لئے یہ کہنا مشکل ہے، کہ پیدا وار

* ایپٹنگ ہوزن - صفحہ ۱۴۹

کا حصہ، نقد روپیہ اور ذاتي خدمات تینوں کي تینوں
ہر قابض اراضي کو بہ یك وقت ادا کرني پڑتي تھیں
یا مختلف قسم کي زمینوں سے قسم وار تینوں میں سے
کوئي چیز وصول کي جاتي تھي - اغلب یہي ہے، کہ
کسي خاص حقیت اراضي پر ان میں سے کوئي
نہ کوئي قابل ادا ہوگي ، لیکن ساتھ ہي گاؤں میں یا
بحیثیت مجموعي تمام دیہات میں سب کي سب مروج
ہونگي - دیگر " محاصل " کي وسیع اِصطلاح میں ممکن
ہے وہ مختلف قسم کي رقوم ابواب یا سوائي بھي شامل
ہوں، جو آج تك دیہات میں وصول کي جاتي ہیں -

## دیگر محاصل حکومت

یؤان چوانگ لکھتا ہے، کہ ہندوستان پر محاصل کا
بوجھہ چین کي نسبت ہلکا تھا، اور حکومت بھي سخت
اور جابر نہ تھي - لیکن پھر بھي وہ اپنے وطن کو ہندوستان
سے بدلنے پر راضي نہ تھا - ہندوستان میں خاندانوں کا
اِندراج رجسٹروں میں نہ ہوتا تھا، اور لوگوں کو جبري
مزدوري یا بیگار بھي نہیں کرني پڑتي تھي - ظاہر ہے، کہ
اس نے کلي یا جزوي ذاتي خدمات متعلقہ اراضي کو جبري

مزدوري میں شامل نہیں کیا - شاهي مقبوضات چار حصوں میں منقسم هوتے تھے، ایك حکومت کے معمولي اخراجات او حکومت کي طرف سے جو پوجا پاٹ کا اهتمام هوتا تھا اُس کے لئے، ایك اعلی سرکاري عہدہ داروں کي جاگیروں کے لئے ایك اعلی دماغي قابلیت پر انعام و اکرام کے لئے، اور ایك مختلف مذهبي فرقوں کو تحفہ تحائف دینے کے لئے - شاهي کاشتکاروں سے پیداوار کا چھٹا حصہ لگان کے طور پر لیا جاتا تھا - اراضي کے عطیات کا بہت رواج تھا، اور سرکاري عہدہداروں کو تنخواہ کے بجائے عموما جاگیریں دي جاتي تھیں* -

## پیداوار : اطوار اور رسوم

چُنگي کا محصول رائج، تھا اور معابر پرسے تجارتي مال گزارتے وقت بھي خفیف سا محصول ادا کرنا پڑتا تھا - کھیتوں میں دھان اور گیہوں کثرت سے پیدا هوتے تھے - ان کے علاوہ سرسوں، خربوزہ اور کدو کي کاشت بھي هوتي تھي - لوگوں کي عام خوراك دودھ، گھي، شکر، چپاتي اور بھنے هوئے اناج پر مشتمل تھي، اور سرسوں کا تیل بھي استعمال کیا

* یؤان چوانگ - جلد ۱ صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۷ -

جاتا تھا - مچھلی، بھیڑ اور ہرن کا گوشت بھی لذیذ کھانوں کے طور پر استعمال ہوتا تھا - پینے کے لئے مختلف ذاتوں کے لئے مختلف اشیاء مخصوص تھیں، جن میں سے بیش لوگ ایک تیز اور مقطّر منشی عرق پیتے تھے - یہاں کے لوگ ہاتھہ سے کھانا کھاتے تھے، چینیوں کی طرح چمچہ اور بانس کی چمٹی سے کام نہ لیتے تھے - البتہ بیماری کی حالت میں تانبے کے چمچے استعمال کئے جاتے تھے* -

## بیماری اور موت

بیماری کی حالت میں سات دن کے لئے مریض کی خوراک بند کردی جاتی تھی - اگر اس فاقہ سے مرض دور نہ ہوتا، تو پھر دوا دارو شروع کرتے - غالبا اُس وقت بھی آج کل کی مانند جنہیں خدا نے دے رکھا تھا، وہ ضرورت سے زیادہ کھا لیتے تھے، اور جن بیچاروں کا گزارہ ہی مشکل سے ہوتا تھا، وہ قوت لایموت کو بھی ترستے تھے - مردے کی نعش یا تو جلا دیتے تھے یا دریا میں بہا دی جاتی تھی، اور یا اُسے یونہی جنگلی جانوروں کا پیٹ بھرنے کے لئے پھینک دیتے تھے - برہمنی

* یؤان چوانگ - جلد ١ - صفحہ ١٧٦ لغایت ١٧٨ -

مذھب کے پیرو اپنے مُردوں کا ماتم رو پیٹ کر کیا کرتے تھے - لیکن بدھ مت والوں میں اِس کا رواج نہ تھا * - دونوں مذاھب والوں کا تناسب مختلف مقامات پر مختلف تھا - اکثر جگہ یہ برابر برابر بھي ھوتے تھے -

## جرائم : ذات پات

مجرموں کو بڑی سخت سزائیں دیجاتي تھیں، لیکن جرائم کي کثرت نہ تھي - مجرم کو معاشرتي دائرہ سے خارج کر دیتے تھے، اور عمر بھر کے لئے قید کر دیا جاتا تھا - مجلسي اخلاق کے خلاف عمل کرنے اور حکومت یا باپ سے غداري کے مجرم کا کوئي عضو مثلاً ناك، ایك کان، ایك ھاتھ یا ایك پاؤں کاٹ ڈالتے تھے، یا اُسے جِلاوطن کر دیا جاتا تھا - بعض جرائم کي سزا فریق ثاني کي رضامندي سے جرمانے ھي تك محدود رھتي تھي - ملزم کے مجرم یا بیگناہ ھونے کا فیصلہ کرنے کے لئے مختلف آزمائشیں بھي مقرر کر رکھي تھیں، مثلاً اگر ملزم پاني میں پھینك دینے پر ڈوبنے سے بچ جائے، تو اُسے جرم سے بري سمجھہ لیا جاتا تھا - اِسي طرح

---

* یُؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۴ و ۱۷۵ -

ترازو، آگ اور زہر سے بھي مدد لي جاتي تھي* - مشہور چار ورنوں کے علاوہ ملک میں بے شمار مخلوط ذاتیں موجود تھیں† -

## ہندوستانی اخلاق واطوار

یہ تفصیلات کچھ بہت مکمل نہیں ہیں، لیکن ان سے چیني سیاح کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے، اور ان خیالات کے لئے وہ ہمارے شکریہ کا مستحق ہے، اُسنے ہندوستانی اخلاق کے اندازہ میں بھي بڑي فراخدلي سے کام لیا ہے - ان امور کے متعلق ہندوستاني علم ادب سے جو شہادت دستیاب ہوتي ہے، وہ چونکہ خود اہل ملک کي طرف سے ہے، اِس لئے مقابلتاً زیادہ مکمل اور مفصل ہے -

---

* یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲ -

† یؤان چوانگ - جلد ۱ - صفحہ ۱۶۸ -

## لکچر سویم

---

(دسویں اور گیارھویں صدي عیسوي)

# اسناد و شواھد

ھند وسطی کے دوسرے دور پر غور کرتے وقت، جو قریبا دسویں اور گیارھویں صدي سے شروع ھوتا ھے؛ ھم یہاں بھت ایسے فسانہ نگار کي کھینچي ھوئي لفظی تصاویر کي مدد سے محروم رھینگے - بخلاف اس کے ھمیں ھندوستاني خیالات کے متعلق مسلم فلسفي اور ریاضي دان البیروني کے متین بیان سے کام لینا ھوگا - البیروني نے یہ حالات قریباً (سنہ ۱۰۳۰ ع) میں قلمبند کئے تھے، اور وہ محض اتفاقیہ طور پر بعض ایسے کوائف و رسوم کا ذکر کرگیا ھے، جن سے ھندوستان کي معاشرتي زندگي پر روشني پڑتي ھے - اس کے علاوہ مسلمان جغرافیہ دانوں اور مؤرخوں کي تصنیفات میں بھي ھندوستان کا کچھہ حال ملتا ھے - لیکن یہہ کچھہ غیر مسلسل سا ھے، کیونکہ سندہ پنجاب اور ساحل بحر سے آگے

مسلمانوں کو بہت کم دخل حاصل تھا - تاہم دیگر ذرائع سے حاصل کي ہوئي واقفیت کي توضیح و تکمیل میں ان سے بہت کچھہ مدد ملتي ہے - ادب ڈراما میں ہمارے پاس راجشیکھر کا ناٹك کپور منجري موجود ہے ، جس کي تاریخ تصنیف قریبا سنہ ۹۰۰ ع معین کي جاسکتي ہے - اس کے علاوہ راجشیکھر کي چند آؤر تصنیفات بھي ہیں، جو اگرچہ اِس قدر مفید نہیں، مگر کار آمد ضرور ہیں - کپور منجري کا ناٹك تمام و کمال پراکرت میں ہے - اس کے متن کا مطالعہ ہم ستین کونو (Sten Konow) کے تیار کردہ قابل تعریف ایڈیشن میں کرسکتے ہیں - متن کے علاوہ اِس میں سي-ایچ لانمین (C. H. Lanman) کے قلم سے انگریزي ترجمہ بھي موجود ہے - غالباً آپ کو معلوم ہوگا، کہ اس کا ایك ہندي ترجمہ بھي بنارس سے شائع ہوا تھا، جو ہندي کے مشہور و معروف ودوان پنڈت ہریشچندر نے سنہ ۱۹۳۹ ع بکرمي سنہ ۱۸۸۳ ع میں کیا تھا - جہاں تك کتبوں کا تعلق ہے ، ان کي خاصي تعداد جمع کرلي گئي ہے ، اور ان کي ترتیب و تشریح کے متعلق بھي کچھہ کام ہوچکا ہے - ان کا مطالعہ کرنا چاہو ، تو کتبات ہند (Epigraphia Indica) کي ضخیم جلدیں موجود ہیں یا اِنڈین اینٹکوري (Indian Antiquary) یا

ایشیاٹك سوسائٹي آف بنگال، رائل ایشیاٹك سوسائٹي (لنڈن) کي شاخ بمبئي ، اور خود رائل ایشیاٹك سوسائٹي لندن یا اُن دوسري علمي انجمنوں کے رسائل وجرائد سے هوسکتا هے ، جو مشرقي ممالك میں دلچسپي لے رهي هیں - سوم دیو کا کتھاسرت ساگر قریباً سنه ۱۰۷۰ع میں لکھا گیا تھا - اِس فسانوں کے مجموعه میں قدیم زمانه کے متعلق بھي عام قصه کہانیوں اور علم ادب سے اخذ کیا هوا بہت سا مصالحه موجود هے ، لیکن فسانوں کے انداز بیان سے خود اِس دور کي معاشرتي زندگي کے متعلق بھي کافي اشارات مل جاتے هیں اس زمانه کي نقاشي ، مصوري اور فن تعمیر کا مطالعه بہترین طریق پر ایلیفنٹا اور ایلورا کے غاروں یا چندیل راجپوتوں کے مندروں اور عمارتوں میں هوسکتا هے - جن کے نہایت نفیس نمونے اب تك ریاست کھجراہ واقع بُندیل کھنڈ میں موجود هیں - پوري میں جگن‌ناتھه جي کا مندر سنه ۱۱۵۰ع کے قریب تعمیر هوا تھا - اِس میں سنگ تراشي کے بعض نمونے اگرچه بعد کے زمانه سے تعلق رکھتے هیں ، تاهم اِن سے کچھه ایسي تحریکات کا اندازہ کیا جاسکتا هے ، جن کا آغاز دسویں اور گیارهویں صدي عیسوي میں هوا تھا -

# زبانیں

## پراکرتیں اور عام بول چال کی زبانیں

پنڈت هریشچندر کہتے هیں' که کپور منجری ناٹک خالص پراکرت میں لکھا گیا تھا - خود اُن کے الفاظ بھی سن لیجے - لکھتے هیں' " یه ناٹک شده پراکرت بھاشا میں راج شیکھر کبی کا بنایا هوا هے" - لیکن زمانۂ حال کے یوروپین مؤرخوں نے ثابت کر دیا هے' که راج شیکھر کے زمانے میں سنسکرت اور پراکرت دونوں مرده زبانیں تھیں' وه اپنے ناٹکوں میں سور سینی اور مهاراشٹری پراکرت مخلوط صورت میں استعمال کرتا هے - اس کے زمانے (دسویں صدی) میں هندوستان کی واقعی بول چال کی زبانیں سراٹھارهی تھیں' اور وه ایسی زبانوں مثلاً مرهتی کے الفاظ اکثر استعمال کر جاتا تھا*- وه خود بھی مهاراشٹری کا ایک برهمن تھا' لیکن قنوج کے دربار میں جاکر وهاں کے راجه کا گرو مقرر هوگیا تھا - بول چال کی جدید زبانیں اس زمانه میں معرض وجود میں آنے لگی تھیں' اور اس وقت تک غالباً ایک دوسری سے اس قدر مختلف

---

* کپور منجری - صفحه ۲۳۶ -

نہ تھیں، جتنی بعد میں ہوگئیں - سنسکرت اور پراکتوں پر عبور حاصل کرلینے پر، پنڈت لوگ بے تکلف سارے ہندوستان کا سفر کرسکتے تھے - مختلف مقامات پر ان کی گفتگو نہ صرف کتابی زبانوں کے ذریعے پڑھے لکھے لوگوں کی سمجھہ میں آجاتی تھی، بلکہ اَپ بھرنسوں کے ذریعے عوام سے بھی کام چل جاتا تھا - اِن اَپ بھرنسوں کو سنسکرت سے غالبا وہی تعلق ہوگا، جو یورپ کے عہد وسطیٰ میں اطالوی اور فرانسیسی کو علمی، مذہبی یا قانونی زبان لاطینی سے ہوتا تھا - اَپ بھرنسوں سے مقامی اثرات و ضروریات کے باعث حال کی دیسی بولیاں پیدا ہورہی تھیں - دکن دیس میں دراوڑی زبانوں کے الفاظ بھی سنسکرت کے سانچے میں ڈھل گئے تھے، اور دکشنی پنڈت اپنی بولیوں کا سلسلہ سنسکرت سے ملانے پر آمادہ تھے -

## شمالی اور جنوبی ہند کے تعلقات

شمالی اور جنوبی ہندوستان میں ہرش کے زمانے ہی میں کافی راہ و رسم پیدا ہوگئی تھی، لیکن اس دور میں ان تعلقات کا رشتہ اَور بھی مضبوط ہوگیا - ہرش چرت

میں جن ودوان تپسویوں کا ذکر آتا ھے، اُنھیں اور خصوصاً سحر و ساحري کے کرشمے دکھانے والوں کو دکن ھي کے باشندے بتایا گیا ھے - دکن میں ھرش کا ھم عصر پالَوَ راجه مهندر وِکرم ورمن تھا، جو ساتویں صدي عیسوي کے اوائل میں کانچي (موجوده کانجی ورم) میں راج کرتا تھا - اس نے ایك مذاقیه ناٹك لکھا تھا - جس میں دو شمالي پراکرتیں (سور سیني اور ماگدھي) پائي جاتي ھیں - اس ناٹك میں دو مذاھب یعني بدھ مت اور شیومت کا ذکر آتا ھے، اور دونوں مضحکه انگیز رنگ میں پیش کئے گئے ھیں - اس کي وجه غالبا ناٹك کا انداز ھے، کیونکه اس میں ھر چیز حتی که ھر قسم کے تپسویوں اور سنیاسیوں کا بھي مضحکه اڑایا گیا ھے - اگر چه اس ناٹك کا مقام واردات کانچي ھے، لیکن فضا اور عام حالات شمالي ھند کے ناٹکوں سے بہت ھي کم مختلف ھیں - شنکر آچاریه کے زمانے (آٹھویں صدي کے اواخر اور نویں صدي کے اوائل) میں ھندوستان کے خیالات و عقائد میں جو عظیم‌الشان مذھبي انقلاب رونما ھوا، اُس کي رھنمائي کا سہرا حقیقت میں جنوبي ھند ھي کے سر ھے - شنکر اچاریه نے شمالي اور جنوبي، مشرقي اور مغربي سارے ھندوستان کا دوره کیا - اِن سیاحتوں

سے ہندوستان کے مذہبي خیالات میں بہت کچھہ یکرنگي پیدا ہوگئي - اِس کے علاوہ بدھہ مت کے خلاف جو مہم جاري تھي' اُسے بہت تقویت پہنچي' اور ناگوار فرقہ وارانہ جھگڑے دور کرکے ایك وسیع مذہبي فلسفہ کے ذریعے لوگوں میں اتحاد پیدا کرنے کي کوشش ہونے لگي - راج شیکھر کے زمانہ (قریباً سنہ ۹۰۰) تك پہنچنے پر معلوم ہوتا ہے' کہ شمال و جنوب کے سیاسي مناقشات اِن کو زبان' علم ادب اور معاشرت کے اعتبار سے ایك دوسرے کے قریب تر لانے کا ذریعہ بن رہے تھے - کاویہمیمانسا کے سترھویں باب میں وہ اصل موضوع سے ہٹ کر تمام ہندوستان کے متعلق جغرافي تفصیلات بیان کرنے لگتا ہے - اُس وقت بھي آریا ورت کوہ ہمالہ اور کوہ وندھیا کي درمیاني سر زمین ہي کا نام تھا - اس کے مشرق' مغرب' شمال اور جنوب کے چاروں خِطّوں کا حال تو مفصل بیان کیا ہے' مگر وسطي علاقہ کے متعلق تفصیلات نہیں بتائیں' کیونکہ ہر شخص اِس خِطّہ سے واقف سمجھا جاتا تھا - اِس سلسلہ میں ''مشرق'' بنارس سے مشرق کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے* -

* ویدیا - جلد ۳ - صفحہ ۸ و ۹ -

# نساوں کا اختلاط اور جدید معاشرتی شیرازہ بندی

راج شیکھر برھمن تھا، لیکن اس کی بیوی چوھان نسل کی راجپوت شہزادی تھی - اونچی ذاتوں میں اس طرح باھمی رشتہ ناتہ کی اَور مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ھیں - غالبا اس وقت کا رواج یہ ھوگا، کہ برھمن مرد کسی راجپوت عورت سے شادی کرلے، لیکن اس کے بر عکس عمل ممنوع ھوگا - بہت سے کشتری ویش عورتوں کو چھوٹی بیویوں کے طور پر حبالۂ عقد میں لے آتے تھے* - مذھب کے لحاظ سے راج شیکھر شئیو تھا، لیکن جین مت والوں کے لئے اس کے دل میں بڑی عزت تھی - وہ جنوبی ھند کے مناظر اور وھاں کے اوضاع و اطوار اور رسم و رواج کا ذکر بڑے مزے لے لے کے کرتا ھے - دراوڑ عورتوں کا ذکر کرتے وقت وہ اُن کے "سیاہ رخساروں، پاکیزہ مسکراھٹ اور سپاری کی چھال کی رگڑ سے سفید بنے ھوئے دانتوں" کا بیان کرتا ھے - "کرناٹا کی نو خیز دوشیزہ لڑکیوں کے گیسو اور لٹا (زیریں نربدا کا شمالی علاقہ) کی لہو و لعب سے رغبت" بھی اس کی توجہ کا مرکز بنتی ھے† - گندھرو بواہ جو محض مرد و عورت

---

* ویدیہ - جلد ۲ - صفحہ ۱۱۹ -

† کپور منجری - صفحہ ۱۸۰ و ۱۸۱ و ۲۱۳ -

کے جسمانی سنجوگ کا نام ہے اور جس میں کسی قسم کے رسوم کی ادائیگی ضروری نہیں، اس زمانے میں عام تھا، اور کتھا سرت ساگر سے نسلوں اور ذاتوں کے اختلاط کا حال بھی اخذ ہو سکتا ہے* – نہ صرف تین اعلیٰ ذاتوں کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ کھان پان کر سکتے تھے، بلکہ شودروں کے بعض قبیلوں سے بھی ان کا یہ تعلق پیدا ہو جاتا تھا† – مگر اِس میں شک نہیں، کہ اچھوتوں کی ایک خاصی تعداد موجود تھی، جو معاشرتی زندگی کے حلقہ سے بالکل باہر سمجھے جاتے تھے – وہ تحریک جس کے زیر اثر غیر ملکی جماعتیں اور اصلی باشندے نئے ہندو دھرم میں خلط ملط ہو گئے، ساتویں صدی عیسوی تک کی بڑی بڑی مذہبی تحریکات کی ہم عصر تھی، جن کے بیرونی حالات کے متعلق اسناد و شواہد کمیاب ہیں – اِس تحریک کے باعث نئے سرے سے معاشرتی شیرازہ بندی ہو گئی، جس سے راجپوت صف اول میں آگئے – مزید بر آں بہت سی نئی ذاتیں پیدا ہو گئیں – پرانی ذاتوں مثلاً برہمنوں کی بلحاظ صوبجات کئی کئی مقامی ذاتیں بن گئیں، جیسے قنوجیہ

* کتھا سرت ساگر – جلد ۱ – صفحہ (مقدمہ) ۴۸ –

† ویدیہ – جلد ۲ – صفحہ ۲۵۱ و ۲۵۲ –

گوڑ، سرووریہ وغیرہ - ان کے باہمی تعلقات منقطع ہو گئے، اور کار و بار، آپس کے کھان پان اور باہمی رشتہ ناتہ کے متعلق نئے نئے قاعدے اور رواج معرض وجود میں آ گئے - مختصراً ہم وہ کلیۃّ قبول کر سکتے ہیں، جو سر رچرڈ ٹیمپل (Sir Richard Temple) نے ان حالات کو دیکھہ کر اخذ کیا کہ اگرچہ ذات پات کی تفریق کا اثر "اناریہ" لوگوں پر بھی پڑ گیا، لیکن اس کے مقابلہ میں اناریہ لوگوں نے بھی آریہ خیالات کی رَو اور اس کی ظاہری شکل و صورت میں ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا* -

## صوبہ جات کے لحاظ سے چہروں کے مختلف رنگ

راج شیکھر کی تصنیف کاویہ میمانسا کے چند عجیب و غریب فقروں سے معلوم ہوتا ہے،† کہ دسویں صدی میں عوام الناس رنگت کے لحاظ سے کس طرح ذات پات کی تمیز کیا کرتے تھے - کہتا ہے "لوگوں کا رنگ پورب دیس میں سانولا، دکن میں سیاہ، پچھم میں سفیدی مائل اور اتر دیس میں گورا ہے" - شاعرانہ بیان میں کالے اور سانولے رنگ میں

---

* ؟؟ - صفحہ ۶۳ لغایت ۶۱ -

† ویدیہ - جلد ۳ - صفحہ ۹ -

اور اسیطرح سفیدي مائل اور گوري رنگت میں زیادہ تمیز نہیں کی جاتي، لیکن یہ امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے، کہ پورب دیس میں راجپوت اور دیگر اقوام کي عورتوں کا رنگ گورا یا سفیدي مائل بھی ہوسکتا ہے - اور یہي حالت دکن دیس کي ہے" - اس سے دونتائج برآمد ہوتے ہیں، اول یہ، کہ گوري نسلیں ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل رہي تھیں، اور دوسرا یہ، کہ باہمي میل ملاپ اور اختلاط بڑي حدتك موجود تھا - عام لوگ اِس اِختلاط کو چھپانے کے لئے اپني ذات کے متعلق اکثر ایسي باتیں گڑھہ لیا کرتے تھے، جن سے ظاہري حالات و واقعات کي ذاتوں اور ورن آشرم کے قدیم اور مستند اصولوں سے مطابقت پیدا ہوجائے - ادبِ فسانہ میں بہت سے جنگي لٹیرے قبیلوں کا ذکر آتا ہے، مثلاً بِھلّا (بھیل ؟) ساورا، کرات اور پُلند وغیرہ - بِھلّا گھٹیا درجہ کے اور بدتمیز لوگ سمجھے جاتے تھے، لیکن اِس امر کا اِعتراف موجود ہے، کہ بعض اوقات یہ بھي شرافت اور قابلیت کا ثبوت دے سکتے تھے - یہ لوگ ہیبت ناك دیوي ڈرگا کو قربانیاں پیش کیا کرتے تھے لیکن اِس کے باوجود بعض اوقات رحمدلي اور شکر گزاري کے جذبات سے بھي متاثر ہوجاتے تھے *- اِس سے

---

* کتھا سرت ساگر - جلد ۷ - صفحہ (مقدمہ) ۹ -

واضح ہوتا ہے کہ اس وقت تک ڈرگا کی پوجا نہ تو رائج تھی اور نہ مقبول اور اس کے بھگتوں کے لئے کسی قدر عذر خواہی کی ضرورت محسوس ہوتی تھی -

## سحر و ساحری اور معجزات سے شغف

لوگوں کو ہمیشہ سحر و ساحری اور معجزات پر بہت کچھ اعتقاد رہتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس دور تاریکی میں اِن باتوں نے علم ادب کی دنیا میں بھی عمل دخل حاصل کر لیا تھا - کپور منجری کے ناٹک میں حالات و واقعات کی عنان ایک ساحر ہی کے ہاتھہ میں ہے - ہیروئن کے جوہر ذاتی کی تعریف و توصیف اس واقعہ سے کی جاتی ہے کہ اسکا ہاتھہ لگتے ہی اشوک کے درخت میں پھول نکل آتے ہیں - لڑائیوں میں انسانی شجاعت کے بجائے جادو کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا ہے - عشق و محبت کی سلسلہ جنبانی میں شخصیت اور جوہر ذاتی کے باہمی اثر و تاثیر کے بجائے پوشیدہ سرنگوں مافوق الفطرت ناگہانی واقعات اور ہمہ گیر ساحر کے مبہوت کن نام کا سہارا تلاش کیا جاتا ہے - راج شیکھر کے بال رامائن میں رام اور سیتا کی شاندار داستان جس انداز میں بیان کی گئی ہے اس کے مطالعہ سے بہت سے نتائج اخذ

هوسکتے هیں - یه دس ایکٹ کا ایك ضخیم ناٹك هے، جس کا هیرو اگر راون کهاجائے، تو بجا هے - راون سیتا سے شادي کرنے کا خواهش مند تها - اس کی نا کامي سے واقعات کا ایك دریائے موّاج رواں هوجاتا هے، جس کا سر چشمه اچهے یا بُرے انساني اغراض و مقاصد نهیں، بلکه سحر و ساحري کے کرشمے اور مردوں اور عورتوں کے بهروپ هوتا هے - گُڑیوں اور کهلونوں کے منهه میں بولتے چالنے طوطے دیکر انهیں سیتا اور ان کي بهن کي حیثیت میں پیش کیا جاتا هے، اور اس بهونڈي چال سے عوام بظاهر دهوکا کها کر یهي سمجهنے لگتے هیں، که هم سیتا جي اور انکي بهن کو دیکهه رهے هیں* -

## زیور اور غازه

معلوم هوتا هے، که اس دور کي زندگي میں بناوٹ کو بهت دخل تها - درباري خواتین کے زیورات اور بناؤ سنگار کي چیزوں کے متعلق جو واقفیت حاصل هوتي هے، اس سے اس امر میں ذرا بهي شك و شبهه کي گنجائش نهیں رهتي، که تعیّش اور بناوٹ نے نفاست کا گَلا گهونٹ دیا تها - ٹهنڈك کے لئے جسم پر زعفران ملے هوئے اُبٹن مل کر زرد

* کیتهه - صفحه ۲۳۲ لغایت ۲۳۹ -

رنگت پیدا کی جاتی تھی - اسی طرح رخساروں کے لئے بھی زعفران کا غازہ استعمال ہوتا تھا - اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی، کہ مختلف فرقوں کے لوگ اپنے اپنے فرقہ کے مخصوص تلک کس چیز سے لگایا کرتے تھے - کپور منجری خاتون کا لباس ایک نیلے رنگ کا ریشمی کپڑا تھا، جو اس نے جسم پر لپیٹ رکھا تھا - اس کے پٹکے میں لعل ٹکے ہوئے تھے - کلائیوں میں اس نے کنگن پہن رکھے تھے - اس سلسلے میں موجودہ زمانے کی ایک مشہور و معروف ہندی ضرب المثل دسویں صدی عیسوی میں بھی مستعمل تھی، یعنی "ہاتھہ کنگن کو آرسی کیا ؟" اس کا مفہوم یہ تھا، کہ ہاتھہ میں کنگن پہننے کے لئے آئینے کی کیا ضرورت ہے - یہ آئینے غالبا کسی دھات مثلاً فولاد، چاندی یا کانسے کے ہوتے تھے - ان کی بیرونی سطح بہت چمکیلی ہوتی تھی، اور ایک چھوٹا سا دستہ بھی لگا ہوتا تھا - ہندوستان قدیم کی جو یادگاریں ٹیکسلا کی عجائب گاہ میں جمع ہیں، ان میں اس قسم کے آئینے بھی پائے جاتے ہیں - گلے میں بڑے بڑے موتیوں کا ہار پہنا جاتا تھا، اور کانوں میں بالیاں، جن میں جواہرات ٹکے ہوتے تھے - سیاہ پُرپیچ زلفوں کو پھولوں کے گجروں سے ڈھانک رکھتے تھے، جن سے

فطرت کي تازگي کي جھلک پيدا ھوجاتي تھي - بالوں اور کانوں کي آرائش کے لئے چمپا کي معطر سنھري کليان استعمال کي جاتي تھيں - بادام سي لمبي آنکھيں، جو ناٹک کے الفاظ ميں ''ايک کان سے دوسرے تک پھنچتي تھيں،'' خوبصورتي ميں شمار ھوتي تھيں - آنکھوں ميں کاجل لگاتے تھے، جس کو دھوڈالنے پر آنکھيں سرخ سرخ نظر آتي تھيں - جاڑے ميں ھونٹوں پر موم ملتے تھے، تاکہ وہ پھٹنے نہ پائيں، اور نزلہ سے بچنے کے لئے زعفران چباتے تھے - گرميوں ميں تاڑ کي بڑي بڑي ڈالياں ھوا کرنے کے لئے دستي پنکھوں کا کام ديتي تھيں، اور لوگوں کو فوّاروں ميں نھانے کا شوق تھا* - جسم اور کپڑوں کي خوشبويات اور لوبان کا استعمال اعلی طبقوں ميں عام تھا، اور کيوڑے کي دھوپ جلانے کا ذکر بھي ڈراما نويس نے خاص طور پر کيا ھے -

## جھولے کا تھوار

جھولے کا شاندار تھوار ناز و نياز اور رنگ رلياں منانے کے لئے خوب سامان پيدا کرديتا تھا - '' نشۂ شباب ميں چُور، دنيا اور افکار دنيا سے بے خبر '' لڑکياں جھولے جھولتي تھيں

* کپور منجري - ايکٹ ۱ و ۲ -

جھولے کے باری باری سے کبھی اُوپر کبھی نیچے جانے ' زیوروں کی جھنکار اور کپڑوں کی سرسراہٹ کی تصویر ناٹک میں خوب کھینچی گئی ہے - اس کا ترجمہ کرنا دشوار کام ہے ' ہم صرف مفہوم پر اکتفا کرتے ہیں :—

*" جڑاؤ پازیب کی جھنکار سامعہ نوازی کررہی ہو ' جھومتے ہوئے ہار کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہورہی ہوں ' ہنگامہ خیز پٹکے کے گھنگھروؤں کی پیہم صدا اور کنگنوں کی متحرک قطار کی موہنی جھنجھناہٹ کانوں میں پہنچتی ہو ' جب ماہرو دوشیزہ اِس انداز سے جھولا جھول رہی ہو ' تو آپ ہی کہئے ' کس کا دل قابو میں رہ سکتا ہے ؟ "

اِس قسم کے بہت سے تہوار تھے ' جو لوگوں کے لئے عوام میں اور اپنے اپنے گھروں میں لطف و مسرت کے سامان مہیا کرتے تھے - ان سے ' ڈرامانویسوں کو بھی اپنے شاہی سرپرستوں کے تفنّن طبع کے لئے ناٹک تیار کرنے کا موقع میسر آتا تھا - لیکن وا حسرتا ! کہ ہندوسطی کے ڈراما نویس کے لبوں پر

* کپور منجری - ایکٹ ۳ صفحہ ۲۶۸ -

† کپور منجری - صفحہ ۲۵۵ -

لانمین کے ہنگامہ خیز انگریزی ترجمہ میں یہ جھنکار خوب پیدا کی گئی ہے -

بھي یہ کبھي ختم نہ ہونے والي شکایت موجود ہے، کہ "اہل علم و فضل ہمیشہ مفلس و نادار ہوتے ہیں"* -

## عام قصے کہانیوں میں برہمنوں کا ذکر

ایک جماعت کي حیثیت میں برہمن ابھي تک علم ادب اور حکومت میں اعلی عہدوں کے بلا شرکت غیرے مالک تھے - ان سے توقع ہوتي تھي، کہ اعلی دماغي قابلیت اور تمام مذہبي و اخلاقي صفات سے متصف ہوں - لیکن عملاً انہیں کچھہ زیادہ قدر و منزلت کي نگاہوں سے نہ دیکھا جاتا تھا - سومدیو نے جو خود بھي برہمن تھا، اُجین کے ایک بخیل اور حریص برہمن کي داستان خوب مزے لے لے کر بیان کي ہے - یہ برہمن راجہ کا پروہت تھا - اس کي خود غرضي اور دولت ضرب المثل بن گئي تھیں - دو عیاروں نے ارادہ کیا، کہ اس کا مال و متاع اُڑایا جائے، اور ساتھہ ہي اسے عوام کي ہنسي اور ٹھٹول کا نشانہ بنادیں - ان میں سے ایک نے دکني راجپوت کا لباس پہن کر شہر کے باہر ڈیرہ جما دیا - اس کا ساتھي تپسوي بن بیٹھا، اور دریا کے کنارے

* کپور منجري - صفحہ ٢٨٨

ریاضت میں مصروف ہو گیا - نقلي راجپوت شہر میں جاتا اور باتوں باتوں میں اپنے ساتھي کے کمالات کي خوب تعریف و توصیف کرتا - اس نے پروہت سے راہ و رسم پیدا کر کے اس کي خوشامد شروع کي' اور اس کي معرفت شاہي دربار میں ایك عہدہ حاصل کر لیا - یہ دونوں اپنے آپ کو بڑے بھگت اور دینوي خواہشات سے پاك ظاہر کرتے تھے - نقلي راجپوت رفتہ رفتہ پروہت کا راز دار بن گیا ' اور پروہت نے تحفہ تحائف کے لالچ سے اسے اپنے گھر ہي میں رہنے کے لئے جگہہ دے دي - راجپوت ایك صندوق جھوٹے جواہرات کا لے آیا' مگر ان کي قیمت سے اِس بنا پر ناواقفیت کا اظہار کیا' کہ میں دنیوي کاروبار کے معاملے میں بالکل کورا ہوں - ادھر جواہرات کو دیکھہ کر پروہت جي کے منہ میں پاني بھر آیا - چند روز کے بعد مہمان راجپوت بیمار بن بیٹھا ' اور خواہش ظاہر کي' کہ کسي نیك اور پرہیزگار بزرگ کو بلایا جائے' تاکہ میں یہ جواہرات دان کرکے اسے دے دوں - چنانچہ اس کا ساتھي ' جو سادھو بنا ہوا تھا' بلایا گیا - وہ کہنے لگا' کہ مجھے مال و دولت سے نفرت ہے - البتہ اس بات پر رضامند ہوگیا' کہ میں پروہت کي لڑکي سے شادي کرلونگا اور سارے جواہرات' پروہت کو دے

دونگا - آخر جواهرات کے عوض قلیل سي رقم قبول کرنے پر راضي هوگیا ' اور اس معاوضه کي مقدار کا فیصله بهي پروهت هي پر چهوڑ دیا - پروهت تو ان جواهرات کو قارون کا خزانه سمجهے بیٹها تها ' چنانچه اُس نے ایك خطیر رقم ادا کردي ' اور دل میں بےحد مسرور تها ' که میں نے اتنا بڑا خزانه برائے نام معاوضه دےکر حاصل کرلیا - جب شادي هوچکي ' تو بےچارے پروهت پر حقیقت واضح هوگئي - راجه اپنے پروهت کي تمام کمزوریوں سے بخوبي واقف تها ' اِس عیاري کا حال سن کر هنسي کے مارے لوٹ پوٹ هوگیا* -

## راجپوت

راجپوت قوم کي ابتدا ایك ایسا موضوع هے ' جس کے متعلق بہت کچهه اختلاف رائے پایا جاتا هے - اس وقت میں امور متنازعه فیه پر بحث نهیں کرنا چاهتا - یقیني امر یه هے ' که آٹهویں ' نویں اور دسویں صدي عیسوي میں حکمران جماعتوں کي نئے سرے سے تنظیم اور شیرازه بندي هوئي تهي† - اب ان کي معاشرتي ترکیب کے اجزا ذاتوں کے

---

* کتها سرت ساگر - جلد ۲ - صفحه ۱۷۶ لغایت ۱۸۴ -

† تاریخ سمتهه - صفحه ۱۷۲ - لغایت ۱۷۴ -

بجائے قبیلے بن گئے تھے - قواعد شادي کے مطابق انھیں اپنے قبیلے سے باھر شادي کرني پڑتي تھي - عزت و شرافت کے نئے اصول اور نئي روایات معرض وجود میں آرھي تھیں - ان پر تفصیلي بحث ھم اگلے دور کے ذکر میں کرینگے -

## اچھوت اور معاشرتي حلقه سے خارج لوگ

اچھوتوں کي ایك کثیر تعداد موجود تھي' جو شودروں سے بھي گھٹیا درجه کے شمار کئے جاتے تھے' اور چار مستند ذاتوں سے ھر بات میں نیچے تھے - ان کا ذکر البیروني نے بھي کیا ھے - یه آٹھه حصوں میں منقسم تھے - آپس میں رشته ناتا کرلیتے تھے' لیکن دھوبي' موچي اور جلاھوں سے باقي پانچ جماعتیں کسي قسم کا تعلق نه رکھتي تھیں - یه پانچ جماعتیں مندرجه ذیل تھیں (۱) بازي گر' (۲) ٹوکرے اور ڈھالیں بنانے والے' (۳) ملاح' (۴) مچھیرے اور (۵) وحشي جانوروں اور پرندوں کے شکاري - ان آٹھوں جماعتوں کو شھر یا گاؤں کے اندر رھنے کي اجازت نه تھي' البته ان کے قریب اپنے جھونپڑے بنا سکتے تھے - چونکه یه جماعتیں اپنے اپنے پیشه کے نام سے موسوم تھیں' اسلئے ھم انھیں "پیشه ور فرقے" کهه سکتے ھیں - ان پیشه وروں سے بھي نچلے درجه

پر هاڙي، ڏوم، چنڊال اور بڌهاتو تهے - گاؤں کے غليظ کام ان کے سپرد هوتے تهے، اور انهيں ذليل طبقه کے اچهوت سمجها جاتا تها - ان ميں سے بهي هاڙي دوسروں سے کچهه اونچے شمار هوتے تهے - ڏوم گيت گاتے اور رباب کي قسم کا ايك ساز بجايا کرتے تهے - موجوده زمانه کا جرائم پيشه ڏوم فرقه غالباً انهيں کي نسل سے هے - ان سے گهٽيا طبقه کے لوگ وه تهے جن کا آبائي پيشه جلّادي تها، اور غالبا انهيں کو چنڊال کها جاتا تها - بڌهاتو نه صرف مردار خوار تهے، بلکه کُتّے اور وحشي جانوروں کا گوشت بهي چٽ کرجاتے تهے* -

## برهمنوں اور مندروں کے لئے اوقاف

اس دور کي ايك قابل ذکر اقتصادي اور معاشرتي خصوصيت وه متعدد اوقاف تهے، جو برهمن افراد، اور مندروں اور مذهبي مقامات کے لئے مخصوص کر دئے جاتے تهے - ملتان ميں سورج ديوتا کا مندر شهر بهر کے فارغ‌البالي اور دولت مندي کا موجب تها - جب آٺهويں صدي کے اوائل ميں عربوں نے پهلے پهل ملتان فتح کيا، تو مندر کي

* البيروني - جلد ١ - صفحه ١٠١ و ١٠٢ -

موردي جوں کي توں رهنے دي' کیونکه شهر کي خوشحالي کا دار مدار اسي پر تها - تهانیسر کے مندر کے لئے بهي ایک بهاري جاگیر وقف تهي - جزیره نمائے کاتهیاواڑ کے جنوبي ساحل پر سوم ناتهه کے مشهور مندر کي دولت مندي کا انحصار بحري مال تجارت پر تها* - قزویني کا بیان هے' که یاتریوں کے گراں قدر چڑهاوے کے علاوه اس مندر کے نام دس هزار دیهات کا مالیه تها - پوجا پاٹ کے اهتمام اور مندر کي دیکهه بهال کے لئے ایک هزار برهمن ملازم تهے' اور دروازه پر پانچسو دوشیزه لڑکیاں رقص وسرود کے لئے مقرر تهیں - ان سب کا گزاره وقف کي آمدني میں سے هوتا تها -

## فن تحریر اور کتابیں

وسطي اور شمالي هند میں لکهنے کے لئے ایک قسم کا بهوج پتر استعمال کیا جاتا تها - پهلے اسے تیل مَل کر خوب صاف اور هموار کرلیتے تهے' اور پهر جب سخت اور چکنا هو جاتا' تو اس پر لکهتے تهے - لکهنے کے بعد تمام پتوں کو دو تختیوں کے درمیان رکهکر اوپر سے کپڑا لپیٹ دیتے تهے - جنوبي هند میں یه کام عموما تاڑ کے پتوں سے

* ایلیٹ - جلد ۲ - صفحه ۹۸ -

لیا جاتا تھا - ہر پتے کی ایک جانب سوراخ کرکے سب کو دھاگے میں پرو لیتے تھے' اور اس طرح کتاب سی بنا کر رکھہ لی جاتی تھی* - ان ہر دو اقسام کی بہت سی قلمی کتابیں اب تک محفوظ ہیں' اور ہندوستان بھر میں پرانی قلمی کتابوں کے شائقین ان سے بخوبی واقف ہیں - لیکن البیرونی نے اس اہم خصوصیت کو نظر انداز نہیں کیا' کہ علم ادب اور خصوصا مذہبی علم ادب کا بہت بڑا حصہ سینہ بسینہ ہی چلا آتا تھا - عموما ویدوں کو ضبط تحریر میں لانے کی اجازت نہ دی جاتی تھی' اور البیرونی کے آنے سے کچھہ ہی عرصہ پیشتر ایک کشمیری پنڈت نے پہلے پہل ویدوں کو کتابی صورت دی تھی† -

## اوضاع و اطوار اور رسم و رواج

البیرونی نے بہت سے ایسے متفرق اوضاع و اطوار اور رسوم کا ذکر کیا ہے' جو اسے عجیب و غریب معلوم ہوئے - ان میں سے ایک رواج یہ تھا' کہ یہاں کے لوگ اس زمانہ میں اپنے سر بلکہ جسم کے کسی حصے کے بال نہ کٹواتے تھے'

---

* البیرونی - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۱ -

† البیرونی - جلد ۱ - صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ -

اور مونچھوں کو گوندھہ کر رکھتے تھے - ناخن بھي بہت بڑھا لیتے تھے - کھانا مِل کر نہیں، بلکہ چوکے میں بیٹھہ کر الگ الگ کھاتے تھے - چوکا گائے کے گوبر سے لیپ لیا جاتا تھا - پان، سپاري اور چونا ( اور کتھا، گو البیروني نے اس کا ذکر نہیں کیا ) کھانے کے باعث ان کے دانت لال لال نظر آتے تھے - جب کوئي بچہ پیدا ہوتا، تو لوگوں کي توجہ ماں کي بجائے زیادہ تر باپ کي جانب مبذول ہوتي تھی - ان کي شطرنج آج کل کی پچیسي سے کچھہ ملتي جلتي تھي، کیونکہ ایك وقت میں چار آدمي کھیلتے تھے، اور پانسوں کي جوڑي بھي استعمال کي جاتي تھي - البیروني نے شطرنج کی بساط کا نقشہ اور کھیل کے قواعد بھي تحریر کئے ہیں - لیکن ان سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس کھیل کے قواعد آج کل کي پچیسي سے مختلف تھے - رسوم کے حلقۂ اثر کا اندازہ کرتے وقت ہمیں اِس امر کا خیال رکھنا چاہئے، کہ البیروني کے مشاہدات کا دائرہ پنجاب اور سندھہ تك ہي محدود تھا - غالبا اِن علاقوں کا لباس مشرقي اور جنوبي ہندوستان سے بالکل مختلف تھا، اور زیادہ تر اُن سرد ملکوں کے لباس سے مشابہ تھا، جو شمال مغربی دروں کے اُس پار واقع ہیں* -

* البیروني - جلد ۱ - صفحہ ۱۷۹ - لغایت ۱۸۵ -

## دو کتبے

اِس دور کے متعدد کتبوں سے اُس وقت کے معاشرتی اور اقتصادي حالات کے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ھے - میں اپ کو جنوبي ھند کے دو کتبوں کي جانب توجہ دلاتا ھوں - ان میں سے ایك تو تنجور کے چولا خاندان کے وقت کا ھے - یہ تانبے کی تختیوں پر ھے ' جو موضع انبیل میں دستیاب ھوئیں - دوسرا کناڑي زبان کا کتبہ ھے ' جو صوبہ بمبئی میں ضلع دھارواڑ سے برآمد ھوا ھے -

## برھمنوں کو عطیۂ اراضي

سندر چولا کے وقت کي انبیل کي تختیاں دسویں صدي عیسوي کے اواخر کي بني ھوئي تھیں ' اور تنجور کے نواح میں دستیاب ھوئي تھیں - کل گیارہ تختیاں تھیں - یہ سب کي سب ایك چھلّے میں لپٹي ھوئي تھیں ' اور چھلّے کے اُوپر ایك قابل تعریف ساخت کي مُہر ثبت تھي - مُہر میں مندرجہ ذیل چیزوں کي شبیہہ کندہ تھي :—

ایك شیر ' دو مچھلیاں ' ایك کمان ' دو شمعدان '
دو چَوریاں اور ایك چھتري -

حاشیہ کے گرد سنسکرت میں ایك شلوك مندرج تھا - ان تصویروں میں کندہ کاري ذرا هلکي تھي - تحریر کا پہلا حصہ سنسکرت میں تھا، اور اس میں اُس پٹہ کے الفاظ درج تھے، جس کي رو سے چولا راجہ نے اپنے عالم و فاضل برهمن وزیر کو جاگیر عطا کي تھی - دوسرے حصے کي زبان تامل تھي، اور اس میں گاؤں کے باشندوں اور عہدہداروں کی طرف سے رضامندي اور اِقرار درج تھا - اس جاگیر کا رقبہ ۴۵ ایکڑ کے قریب هوگا، اور اس قدر اراضي وزیر ایسی اعلیٰ حیثیت کے برهمن کے لئے کافی سمجھی جاتي تھي - راجہ صرف ایك خاص رقبہ جاگیر کے لئے مقرر کر دیتا تھا، اس کے بعد حدود بندي اور اس امر کا فیصلہ گاؤں والے کیا کرتے تھے، کہ فلاں رقبۂ اراضی کا مالیہ اب سے راجہ کے بجائے جاگیردار کو ادا هوا کریگا - حدود بندي کا طریقہ بھي عجیب تھا - ایك هتھني کو کسي مقررہ مقام پر لے جاکر چھوڑ دیتے تھے، اور وہ ایك دائرہ سا بنکر واپس آجاتی تھي - اس مقصد کے لئے کوئی انتظام کر لیا جاتا تھا، کہ هتھني اسي مقام پر واپس آجائے، جہاں سے روانہ هوئي تھي - اس کے بعد حدود پر مٹي کے تودوں اور ناگ پھني کي هري بھري جھاڑیوں سے نشان بنادیتے تھے* -

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحہ ۴۴ لغایت ۷۰ -

## چولا خاندان کي سلطنت میں جنگلات

جاگیردار کے متعلق لکھا ھے، کہ اس کي والدہ نے
دنیا کے قائم رھنے تك ھر روز ایك برھمن کو چاندي کے برتن میں
اعلی قسم کا کھانا دھرم ارتھہ دینے کا اھتمام کر رکھا تھا،
اور ھري (وشنو) کے مندر واقعہ سري رنگم میں ایك بھاري
چراغ چڑھایا تھا - چولا سلطنت کے ملك کے نظارہ کا کچھہ
اندازہ اس اشارہ سے ھوسکتا ھے، جو "ساحل بحر کے گھنے
جنگلوں" کي طرف کیا گیا ھے، جن میں "تاڑ، سال،
آبنوس، سپاري اور کیلے کے بے شمار درخت اور پودے اور پان
کے جھنڈ کے جھنڈ کھڑے تھے* -

## اراضي کے متعلق حقوق اور مالیہ جو مزارعین کو ادا کرنا پڑتا تھا

جاگیر کے پٹہ کا نفس مضمون مفصل الفاظ میں واضح کر
رکھا ھے، اور اس سے دیہات کي اقتصادي حالت کا اندازہ کرنے
میں مدد ملتي ھے ھم اسے چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ھیں-
(۱) اراضي اور جو کچھہ اس پر موجود ھو، (۲) پاني اور اسکے

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۶۹ -

متعلق تمام اشیاء، (۳) وہ مالیہ اور رسوم جو جاگیرداروں کے حق میں ادا کرنے کا حکم تھا، اور (۴) خاص مراعات جو جاگیرداروں کو حاصل تھیں - اراضي کے علاوہ جاگیردار کو اپني جاگیر کي مندرجہ ذیل چیزوں کے استعمال کا حق حاصل ہوتا تھا :—

میوہ دار درخت، دوسرے درخت، باغات چٹانوں کے شگاف جن میں شہد کي مکھیوں کے محال ہوتے تھے، کنوئیں، چوپال، بنجر زمین جس میں بچھڑوں کے لئے چراگاہ ہوتي تھي، گاؤں کي آبادي کي زمین، بیمور، درختوں کے گرد بنے ہوئے چبوترے، عمارتیں مندر اور بنجر اور دلدلي زمین - پاني کے متعلق اسے دریاؤں، تالابوں، دریا برآمد زمین، جوہڑوں اور مچھلیوں والي جھیلوں پر بھي حقوق حاصل ہوتے تھے -

مالیہ وغیرہ جو اسے وصول ہوتا تھا، اس میں مندرجہ ذیل چیزیں بھي شامل تھیں :—

جرمانہ یا ضبطي جائداد جو مقامی عدالت کے حکم سے عمل میں آئے، پان کے پتے، ہر ایک کرگھ سے تیار شدہ کپڑوں پر تیکس، مزار عین کے خاندان میں

کوئي شادي هو تو نذرانه، منڈيوں کا اجارہ، اور پرانے مزار عين کي بے دخلي پر جو جرمانه عايد هو - ان کے علاوہ وہ چيزيں جو بادشاہ کے استعمال کے قابل سمجھي جاتي تھيں، - اب راجه کے بجائے جاگير دار کو ملتي تھيں -

برهمن وزير کو جو مراعات حاصل تھيں، ان ميں مندرجه ذيل اختيارات بھي شامل تھے :—

بڑے بڑے دالان اور جلسه گاهيں اور دو منزله مکانات پکي اينٹوں اور کھپريلوں سے بنا سکتا تھا، بڑے اور چھوٹے کنوئيں کھدوا سکتا تھا، زمين کي آبپاشي کے لئے ناليان بنا سکتا تھا اور بعض خوشبودار جڑي بوٹياں اور پودے لگانے کي اجازت تھي* -

اس سے معلوم هوتا هے که گاؤں ميں عام مکانات کچے هوتے تھے، اور پکي عمارت بنانے کے لئے راجه سے خاص طور پر اجازت ليني پڑتي تھي - اس کے علاوہ يه بھي ظاهر هوتا هے، که بعض خاص قسم کي فصليں بونے کے لئے خاص شاهي منظوري کي ضرورت پڑتي تھي -

---

* کتبات هند - جلد ۱۵ - صفحه ۷۱ و ۷۲ -

# مندروں کي سيوا

اب هم کناڑي کتبه کا ذکر کرتے هيں - يه ضلع دهارواڑ
کے ايك گاؤں کُلے نُور سے بر آمد هوا تها - اس پر ۹۵۰ شاکا
(مطابق سنه ۱۰۲۸ع) درج هے - يه کتبه ايك پتهر پر هے'
جس کا بالائي حصه کنده کاري سے مزين هے - وسط ميں
ايك مندر هے - مندر ميں ايك لنگ استهاپن کر رکها هے
اور اُوپر ايك کلس والا گنبد بنا هوا هے - گنبد کے دونوں
جانب ايك ايك چَوري هے - خاص مندر کي دهني طرف ايك
بهگت اُکڑوں بيٹها هے' جس کا منه مندر کي جانب نهيں
بلکه سامنے کو هے - اس سے ذرا اُوپر ايك دائره ميں دو
مچهلياں هيں' اور ان سے ذرا اُوپر چاند هے - خاص مندر
کي بائيں طرف ايك گائے کهڑي هے' اور بچهڑا اس کا دوده
پي رها هے - گائے سے ذرا اوپر ايك هل هے' اور اس سے اُوپر
سورج - کنده کاري کي يه ذرا ذرا سي تفصيلات بهت کار
آمد هيں' کيونکه ان سے ديهات کے طرز زندگی پر روشني
پڑتي هے - اصل پٹه ايك مندر کے لئے معافي نامه هے' اور يه
جاگير دهان کے چند کهيتوں اور باره مکانوں پر مشتمل هے -
اس کي آمدني کا کچهه حصه مندر کے ديوتا کے اخراجات

کے لئے ھے' کچھہ حصہ ان متھوں کے لئے ھے' جن میں مذھبي تعلیم دي جاتي تھي - ایك حصہ (غالباً مندر کے) نفیري بجانے والوں کے لئے اور کچھہ حصہ جس میں مکان بھي شامل ھیں نقارچیوں کے لئے ھے - یہ بھي مندر کي سیوا کرتے تھے - یہ بات قابل ذکر ھے' کہ تپسویوں کو پاکیزگي و تجرد کي قسم پر قائم رھنے کي سخت تاکید کر رکھي ھے* -

## مسلمانوں کے ھندؤں سے تعلقات

اس مضمون کے متعلق بحث ختم کرنے سے پہلے یہ بتادینا مناسب معلوم ھوتا ھے' کہ مسلمان وادي گنگا میں فاتحین کي حیثیت میں داخل ھونے سے بہت مدت پہلے خال خال جنوبي ھند کے ساحل پر پھیلے ھوئے تھے - جنوبي ھند کي وسیع راشتر کوت سلطنت سے عرب بخوبي واقف تھے - انھوں نے وھاں کے راجہ کا نام بلھرا (ولبھہ رائے) لکھا ھے - مسعودي (جو سنہ ۹۵۱ع کے قریب فوت ھوا) لکھتا ھے :— "سندھہ اور ھند کے راجاؤں میں سے کوئي بھي مسلمانوں کي عزت بلھرا سے زیادہ نہیں کرتا تھا'

* کتبات ھند - جلد ۱۵ - صفحہ ۳۲۹ لغایت ۳۳۴ -

اس کي سلطنت ميں اسلام کي عزت اور حفاظت کي جاتي هے*" - ظاهر هے، که جنوبي هند ميں تو هندو مسلمانوں کے تعلقات تجارت اور جهاز راني کے باعث خوشگوار تھے، ليکن شمالي هند ميں جنگي تصادم کي وجه سے ان کي حالت بالکل برعکس تھي -

---

* اليٹ - جلد ۱ - صفحه ۳۲ -

## لکچر چہارم

## ( چودھویں صدي عیسوي )

# معاشرتي خصوصیات

ہند وسطی کا تیسرا دور چودھویں صدي عیسوي سے شروع ہوتا ہے - اس وقت تك مسلم اقتدار ہندوستان کے طول و عرض میں قائم ہو چکا تھا - سلاطین دہلي کي سلطنت مستحکم ہو چکي تھي' اور اس کا اثر و اقتدار دور دور تك پھیل گیا تھا - لیکن اس وقت رسل و رسائل اور آمد و رفت کے وسائل ایسے نہ تھے' کہ کوئي مرکزي حکومت اس قدر دور دراز علاقوں پر' جو ہر طرف ہزار ہزار میل سے بھي زیادہ پھیلے ہوئے تھے' حسب دلخواہ اپنا سکہ بٹھا سکے - اس کے علاوہ مسلمان جو مذہبي جوش کي رو میں وارد ہندوستان ہوئے تھے' وہ بھي اپني معاشرتي زندگي میں اس قدر یکرنگی پیدا نہ کر سکے تھے' کہ متفقہ طور پر کسي مرکزي حکومت سے وفادارانہ مطابعت کا رشتہ جوڑ لیتے - مختلف نسلوں کے مسلمان' مثلا ترک' افغان' ایراني' عرب' منگول اور مختلف قبائل کے اسلام لانے والے ہندوستاني

ابھي کسي متحدہ تمدن پر مجتمع نہ ھوئے تھے' جس سے وہ متفقہ طور پر کسي وسیع اور مضبوط مرکزي حکومت کي پشت و پناہ بن سکتے - اور پھر ھندوؤں سے بھي ان کے تعلقات ابھي تک کچھہ دلي محبت کے نہ تھے - جہاں تک حکومت اور ملک گیري کا تعلق ھے' مسلمانوں کے ھندوستان کو فتح کرنے سے پہلے راجپوت ھندؤں کي باقي تمام قوموں پر فوقیت حاصل کرچکے تھے - مسلمانوں کي آمد کے بعد بھي راجپوتوں کے ادارات اور آئین شجاعت میں عمل ارتقا جاري رھا' اور کہا جا سکتا ھے' کہ اس وقت ھندو آبادي کا شجاع طبقہ یہي تھا - ھندوستان کے ھندو ودوان اور پنڈت اب پچھلي صفوں میں آگئے تھے' لیکن حکمران طاقت کا اثر اُن پر بھي پڑ رھا تھا - مسلمان درویش اور صوفي تمام ملک میں پھیلے ھوئے تھے' اور ان کا اثر ھندوؤں کے خیالات پر بالواسطہ' اور ملک کي سیاسي و معاشرتي زندگي پر براہراست پڑ رھا تھا - بالواسطہ اثر کے کچھہ نقوش "بھکتي" کے اصول میں نظر آتے ھیں' جو جدید ویشنومت اور جدید شئیومت میں آ داخل ھوا تھا' اور پھر اُن مخالفانہ تحریکوں میں بھي دکھائي دیتے تھے' جو ان دونوں متوں کے خلاف بپا کي گئیں' اور جن کے باعث ذات پات کي تمیز اور اِس کے

غیر معاشرتی پہلو اور بھی مضبوط اور نمایاں ہوگئے ' اور ذاتوں کی تعداد میں بےحد اضافہ ہوا - باقی رہا براہ راست اثر - وہ مختلف ہندوستانی قبائل کے گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے ظاہر ہے ' اور نیز اس امر سے کہ اس زمانہ میں مختلف پنتھہ اور مت متواتر منصۂ شہود پر آئے ' اور سو دو سو سال بعد تک اپنا اثر پھیلاتے رہے - کبیر اور گرو نانک اُن مذہبی و معاشرتی مصلحین کے طویل سلسلہ میں سے دو نمایاں ترین مثالیں ہیں ' جنھوں نے جدید ہندوستان کے لئے راستہ تیار کیا -

## اسناد

یہ زمانہ ترتیب و تجدید کا زمانہ تھا ' جس کی سرگرمیاں ہندوستانی زندگی کے متعدد شعبہ‌جات پر حاوی تھیں - اس لئے اس دور کے متعلق اسناد و شواہد کثیر تعداد میں موجود ہیں ' اور اس کثرت کے باعث انتخاب کا کام دشوار ہو جاتا ہے - اس عہد کے نقادانہ مطالعہ میں جس قدر غور و خوض صرف ہونا چاہئے ' اب تک نہیں ہوا - اگرچہ یہ بات کسی قدر بعید از فہم اور اجتماع ضدین معلوم ہوتی ہے ' لیکن حقیقت میں مطالعہ کی اس خامی کا باعث

یهي کثیر مصالحه هے ' جو آساني سے دستیاب هوسکتا هے - اس وقت کے علم ادب اور عام قصه کهانیوں پر کافي توجهه صرف نهیں هوئي ' اور نه اِس امر کے متعلق کافي تحقیق و تدقیق کي گئي هے ' که مذهبي تحریکات کا ملك کي معاشرتي اور اقتصادي زندگي پر کیا اثر پڑا - ایسي تحقیق بهت سے امور پر روشني ڈالنے کا ذریعه بن سکتي هے ' جو اب تك پردهٔ تاریکي میں هیں - اس لکچر میں هم صرف معدودے چند اسناد پر نظر ڈال سکتے هیں ' جن سے هند وسطی کے اواخر کا صحیح صحیح نقشه آنکهوں کے سامنے آجائے - اس زمانے کي بهات شاعري کا مطالعه چند بردے کي پرتهوي راج راسو میں اور داستانوں کے اس طویل سلسله میں کیا جاسکتا هے ' جو صوبهجات متحده میں کوچه گرد گویّے برسات کے موسم میں گاؤں گاؤں گاتے پهرا کرتے هیں ' اور جو آلها کهنڈ کے نام سے موسوم هے - بهات شاعري اور بنساولي پر ٹاڈ صاحب کي تصنیف راجستهان سے بهي کافي روشني پڑتي هے - ٹاڈ راجستهان کا ایك گراں قدر اڈیشن حال هي میں مسٹر ڈبلیو ' کروك نے شائع کیا هے - مسٹر ڈبلیو کروك (W. Crooke) کے نام سے آپ میں سے اکثر حضرات آشنا هونگے - وہ انهیں صوبهجات میں سول سروس کي

گذشتہ نسل کے ایک ممتاز رکن تھے - جس مذہبی تحریک کے
باعث جدید شیؤ مت صوفیوں کے نقشبندی سلسلہ کے
قریب آگیا، اس کی اعلی مثال کشمیر کی ملہمہ للاّ (لال دید)
کی تصنیف میں موجود ہے - للاّ چودھویں صدی عیسوی میں
گزری ہے، جبکہ اسکے وطن میں اسلام کی کشش عالمگیر ہورہی
تھی - اس کی تصنیف کے اس عالمانہ اڈیشن (للا واکیانی)
کے علاوہ جو سرجارج گریرسن (Sir G. Grierson)
نے مرتب کیا ہے، ایک منظوم انگریزی ترجمہ بھی
موجود ہے، جو سر رچرڈ ٹیمپل (Sir Richard Temple) نے
شائع کیا ہے - انھوں نے اس پر ایک نہایت قیمتی مقدمہ بھی
لکھا ہے، جس سے ہندوستان کی چودھویں صدی عیسوی کی
مذہبی فضا ایک نئی روشنی میں نظر آنے لگتی ہے - سیاحوں
میں سے ابن بطوطہ قابل ذکر ہے - پیرس کی سوسیٹّے ایشیاٹیک
(Societe Asiatique) نے اس کے سفرنامہ کا ایک قابل تعریف اڈیشن
مع فرانسیسی ترجمہ زیر ادارت سی ڈفریمری (C. Defremery)
وڈاکٹربی - سی - سینگوئی نیٹی (Dr. B. C, Sanguinetti)
چار جلدوں میں شائع کیا ہے - یہ مشرقی سیاحوں کا
شہنشاہ مغربی سیاحوں کے اس شہنشاہ مارکوپولو سے ثلث،
صدی بعد ہندوستان میں آیا تھا، جس کی تصنیف کا

مطالعہ کرنل یول (Col. Yule) کے بیش بہا اڈیشن میں کیا جا سکتا ہے - مصری سیاح شہاب الدین ابوالعباس احمد نے بھی دہلی کا تغلق دربار قریبا اُنھیں ایام میں دیکھا تھا - اس کے قلم سے شہر، اہل شہر، دربار اور اس زمانے کی معاشرتی زندگی کے متعلق ایک اعلی پایہ کا بیان موجود ہے - اس کے بعد ہندوستان کے مسلمان مؤرخوں، مثلاً فرشتہ، برنی اور عفیف وغیرہ کی تصانیف اور سلطان فیروز شاہ تغلق کی مختصر سی خود نوشت سوانح عمری "تاریخ فیروز شاہی" آتی ہیں - امیر خسروؒ دہلوی کی تصنیفات میں بھی زندگی کے متعدد پہلوؤں کی واضح تصویریں ملتی ہیں، جو خاص مؤرخوں کی تحریروں میں دستیاب نہیں ہوتیں - امیر خسروؒ کی تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاہو، تو وہ اعلی پایہ کے اڈیشن موجود ہیں، جو علی گڑھ سے اعلی حضرت نظام دکن کی سرپرستی میں شائع ہوئے ہیں - میں آپکو دو داستانوں یعنی "دیول رانی خضر خاں" اور "قران السعدین" پر خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں - سکّوں اور کتبوں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود ہے - اس شعبہ کے مطالعہ میں ہمیں کتبات اسلامیۂ ہند

(Epigraphia Indo-Moslemica) اور مسٹر اي' ٹامس کي تصنيفات سے بہت مدد ملي گي -

# راجپوتوں کے آداب و اطوار

## قنوج کي راجکماري

چند بردے کي نظم اور آلہا کھنڈ اگرچہ دونوں کے دونوں بارھويں صدي کے واقعات کے متعلق ھيں' ليکن جس حالت ميں اب دستياب ھوتے ھيں اس ميں بہت سا ايسا مصالحہ بھي شامل ھے' جو بعد ميں تيار ھوا - آلہا کھنڈ جس حالت ميں سينہ بسينہ چلا آيا ھے' غالباً بحيثيت مجموعي تيرھويں اور چودھويں صدي کے راجپوتوں کے اوضاع و اطوار اور طرز زندگي کا آئينہ ھے - پرتھوي راج کے اپني ڈلھن کو حاصل کرنے کي داستان سے راجپوتوں کي معاشرتي زندگي پر خصوصيت سے روشني پڑتي ھے' اس لئے ميں آپ کي اجازت سے يہ داستان مختصر الفاظ ميں بيان کرونگا' تا کہ آپ کے دل ميں اُس پر جوش بھاٹ شاعري کے مطالعہ کي خواھش پيدا ھو' جس سے راجپوت درباروں کے آداب و رسوم کي مکمل تصوير آنکھوں ميں پھر جاتي ھے -

جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے، کہ قنوج کا راجہ جے چند راٹھور تھا - لیکن گہرواڑوں اور راٹھوروں کا چولی دامن کا ساتھہ تھا، اور کسی نسلی یا تاریخی وجہ سے بھاٹ شاعری میں والی قنوج کو ہمیشہ راٹھور ہی کہا گیا ہے - جے چند کی ایك خوبصورت راجکماری سنجوگتا تھی، جو شادی کے سن کو پہنچ چکی تھی - راجہ نے سوئمبر رچانے کا ارادہ کیا، تاکہ سنجوگتا خود اپنا شوہر منتخب کرلے - سوئمبر کی رسم اس زمانے میں عام نہ تھی، لیکن جو راجہ سوئمبر رچاتا، اس کے متعلق سمجھا جاتا تھا، کہ اپنی بیٹی کی شادی کے متعلق اس قسم کی رسم ادا کر کے یہ راجپوتوں میں فوقیت و برتری کا مدعی ہے - سوئمبر میں دور و نزدیك کے تمام راجپوت راجاؤں اور راجکماروں کو مدعو کیا گیا - دہلی کے مشہور و معروف چوہان راجہ پرتھوی راج کو بھی دعوت دی گئی تھی - لیکن پرتھوی راج کا خیال تھا، کہ راجا جے چند نے سوئمبر کا دربار منعقد کرنے میں بے جا جسارت سے کام لیا ہے - چنانچہ وہ شادی کے خواہشمند کی حیثیت سے شامل دربار نہ ہوا، بلکہ تہیہ کر لیا، کہ جے چند کی راجکماری کو زور بازو سے اپنی دلہن بناؤنگا -

# عشق کي بے راہ روي

دربار منعقد هوگیا - راجے اور راجکمار آئے' اور اپنے اپنے سنگھاسن پر بیتھہ گئے - لیکن چوهان کا سنگھاسن خالي رها - یہ دیکھکر جے چند نے اس هتك کا بدله لینے کي تهاني اور پرتھوي راج کا بت دربان کي شکل میں بنوا کر دروازے پر کھڑا کردیا' جس سے یہ ظاهر کرنا مقصود تھا' کہ پرتھوي راج ایسي هي ادنی خدمت کے قابل هے - لیکن اس نے اپني راجکماري کے جذبات کا اندازہ نہ کیا تھا - وہ جے مال هاتھہ میں لئے سوئمبر میں آئي' جو اسے اپنے منتخب کردہ شوهر کے گلے میں ڈالني تھي - دربار میں جتنے راجہ اور راجکمار جمع تھے' وہ سب کے پاس سے گزرگئي' اور دروازے پر جا کر جےمال دربان بت کے گلے میں ڈالدي - اس پر تمام حاضرین دریائے حیرت میں غرق هوگئے' اور دربار میں غم و غصہ کي ایك لهر دوڑ گئي - "جےچند کا غصہ بھڑك اٹھا - اس نے راجکماري کو بندي خانے کے برج میں بھیجوا دیا' اور راجے اپنے گھروں کو سدھارے" -

## عشق کا قاصد بھیس بدلے ہوئے

اسی دوران میں پرتھوی راج کے دربار سے ایک عورت روانہ کی گئی، کہ قنوج کی راجکماری کے اغوا کے لئے راستہ تیار کرے - وہ مردانہ لباس پہنکر قنوج آئی - لیکن "ناک میں طلائی پھول پڑا رہ گیا، جو صرف عورتیں ہی پہنتی ہیں" اور اس کے بھیس کا راز فاش ہوگیا - لیکن اس انکشاف سے بھی اس کے اوسان خطا نہ ہوئے - کہنے لگی، میں دہلی کے مہاراج کی داسی ہوں، اور اس کے ہاں سے بھاگ آئی ہوں - اب آپ سے دستگیری کی درخواست کرتی ہوں - مجھے پوری توقع ہے، کہ قنوج کا مہاراجہ ایک ستم رسیدہ مغرور داسی کو مایوس نہ کریگا - جے چند نے سوچا، کہ داسی کے دل میں اِس وقت پرتھوی راج کے خلاف جذبۂ انتقام زوروں پر ہوگا، چنانچہ اِس نے اُسے بندی خانے میں راجکماری کی نگہبانی اور "اُس کے دل سے پرتھوی راج کے خیال کا روگ مٹانے کے لئے" مامور کردیا -

## پرتھوی راج کا بذاتِ خود موقعہ پر آنا

دہلی میں پرتھوی راج نے اپنے کبی چند بردے سے مشورہ کیا، تو اُس نے صلاح دی، کہ فوراً قنوج کی جانب

چل دینا چاھئے - چند بردے کو تو تمام راجپوت درباروں میں پہچانتے تھے، لیکن پرتھوي راج نے اس کے ملازم کا بھیس بنا لیا، اور معتمد آدمیوں کو ھمراہ لے کر قنوج کو روانہ ھوا - قنوج کے دربار میں پہنچ کر پرتھوی راج نادانستہ اپنے کنگن والے ھاتھہ سے مونچھوں کو تاؤ دینے کو تھا - یہ جنگجو راجپوتوں کي مخصوص حرکت تھي، جس سے وہ کسي کو مقابلہ کے لئے للکارا کرتے تھے - لیکن چند بردے نے عین وقت پر اشارہ سے منع کر دیا، اور اس طرح اس کے بھیس کا راز فاش ھونے سے بال بال بچ گیا -

قنوج کے مہاراجہ نے چند بردے کي مناسب آؤ بھگت کی، جس کا وہ بحیثیت سفیر مستحق تھا، اور پھر اس سے پوچھا، کہ دھلي کا راجہ کس قسم کا آدمي ھے - کبي نے اِن پُر معني لفظوں میں جواب دیا، جو در حقیقت درست بھي تھا :—

''جس قدر قد و قامت کا یہ میرا سیوك ھے، ویساھي دھلی کا راجہ ھے - وہ ایك بہادر چوھان ھے - تقدیر کی نیرنگیوں کی اسے ذرا بھی پروا نہیں، اور موت کو سامنے دیکھہ کر ھنس دیتا ھے'' - جے چند نے مناسب احترام سے اُنھیں ان کي جائے قیام پر بھیج دیا، جو ایك باغ میں تھي -

## نامہ و پیام

باغ میں ایک مچھلیوں کا حوض تھا - کبی کا بیان ہے' کہ دھلي کا مہاراجہ اس قدر فیاض تھا' کہ اس نے مچھلیوں کے پیٹ بھرنے کے لئے اپنے ھار کے موتي اُن کے سامنے پھینک دئے- سنجوگتا نے یہ واقعہ دریچے میں سے دیکھہ لیا' اور مفروضہ مفرور خادمہ کے ھاتھہ موتیوں کا ایک طلائي تھال لبالب بھر کر بھیجا - اس طرح طالب و مطلوب میں پیام و سلام کا سلسلہ اور رشتہ الفت قائم ھوگیا -

## راجپوت کي دعوت مقاومت

دوسرے دن صبح کے وقت جےچند نے چند برد ے کو بہت سے تحائف دے کر رخصت کیا' جو ایک عظیم‌الشان مہاراجہ کي شان کے شایاں تھے' یعني مرجان' موتیوں اور جواھرات کي لڑیاں' ''شال' دوشالے' رومال اور مرصع خلعت' پگڑي' کلغي اور انگوٹھي' تیس ھاتھي اور دو سو راھوار'' - پرتھوي راج نے ملازم کي حیثیت سے پان کا بیڑا تیار کیا - کہنے کو تو یہ مہاراجہ قنوج کي عنایات پر بطور شکریہ پیش کیا گیا تھا' لیکن اس میں ایک گہرا رمز بھي پنہاں

تھا - اُس نے بیڑے میں پان کے پانچ پتے رکھے، اور اِس طرح گویا ایک راجپوت کی طرف سے دوسرے راجپوت کو مقابلہ کی دعوت دی گئی - اس کے علاوہ پرتھوی راج نے اپنے مطلب کی مزید وضاحت کے لئے جےچند کا ھاتھہ اِس زور سے دبایا، کہ اُس کے ناخنوں سے خون بہ نکلا - اب راز تو کھل ھی گیا تھا، اعلان جنگ ھوگیا - راٹھور بہادروں کو جمع کرنے کے لئے طبل جنگ پر چوب پڑی - فرمان جاری ھوگیا، کہ دھلی والوں میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جانے پائے، سب کو تہ تیغ کردو -

## طالب و مطلوب کی ملاقات

سنجوگتا نے اپنے جواھر و زیورات جمع کئے، اور شاھانہ لباس زیب بدن کرلیا - پھر کسی نہ کسی طرح پرتھوی راج کے پاس جا پہنچی - ھاتھہ میں طلائی عود دان لیکر پرتھوی راج کے سرکے گرد پھرایا، کہ نظر بد سے محفوظ رھے- پھر اس کے چہرے کو پھولوں کی پنکھیا سے ھوا کرکے اپنی نسوانی عقیدت و وفاداری کا تحفہ پیش کیا، اور پان کا ایک نفیس بیڑا دے کر محبت کا پیمان باندھا - لیکن ساتھہ ھی اسے خبردار بھی کردیا، کہ "جےچند کے پاس ایک جرار

لشکر ھے ' اور تیرے ساتھہ اس وقت گنتي کے بہادر ھیں ''۔
پرتھوي راج نے جواب دیا ' ''گل شیرین من ' کچھہ خوف
نہ کھا ' اگرچہ میرے ساتھہ بہت تھوڑے آدمي ھیں '
لیکن میري یہ تیغ جوھردار اس لشکر جرار میں سے راستہ نکال کر
تجھے دھلي کے راج محل میں پہنچا دے گی '' - اب
راجکماری پالکي میں سوار ھو کر اس کے ساتھہ بھاگ جانے کے
لئے تیار ھوگئي - پرتھوی راج نے قنوج سے شمال کي
جانب چھہ میل کے فاصلے پر جا کر ڈیرے ڈال دئے ' اور بادرفتار
ھرکارہ دھلي روانہ کیا ' کہ میرے لشکر کے جري بہادروں کو
لے آؤ ' تاکہ وہ قنوج کے راٹھوروں سے لڑتے بھڑتے راجکماری
کو دھلي لے چلیں - چنانچہ ایك سو سولہ سور بیر اپنے
مہاراجہ پر جان نثار کرنے کے لئے آموجود ھوئے - اُن کے
پہنچتے ھي پرتھوي راج نے اپنے آدمیوں میں سے ایك کو
بھیجا ' کہ راٹھوروں کو جنگ پر آکسائے ' اور اس طرح
راجکماري کي پالکی کے لئے جنگ کی جائے -

## دلھن کے لئے جنگ

دونوں طرف کے بہادر خوشي خوشي شریك جنگ ھوئے -
نرسنگھے پھونکے گئے ' تلواریں بے نیام ھو کر چکا چوند کرنے

لگیں - وہ گھمسان کا رن پڑا' کہ دوست دشمن کی تمیز جاتی رہی - دن بھر ہنگامۂ قتل بپا رہا - ''اُس روز انھوں نے اس وقت تک خونریزی سے ہاتھ نہ کھینچا' جب تک سر پر ستارے نہ چمکنے لگے'' - جےچند نے حکم دیا' کہ راجکماری کی پالکی میدان میں لا رکھو' تاکہ جسے فتح نصیب ہو' وہ پالکی اُٹھالے جائے - اس کا مقصد یہ تھا' کہ پرتھوی راج خود میدان میں آجائے اور میں اُسے قتل کروا ڈالوں - چوہان بہادروں نے للکار کر کہا' ''پالکی یہاں رکھدو' اور ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کا راستہ لو'' - ادھر سے راٹھور دلاوروں نے جواب دیا' ''جی - کیوں نہیں ذرا وہ پالکی کو دہلی لے جانے والے راجپوت سور بیر سامنے تو آئیں'' ہر ایک بہادر نے دو دو تلواریں سنبھال لیں' اور دونوں طرف کے بہادر موت کو کھیل سمجھ کر مصروف کارزار ہوگئے - پالکی خون سے اسی طرح سرخ ہوگئی جیسے دلھن کے پاؤں حنا سے ہو رہے تھے - نیزوں اور تیر و کمان سے بھی کام لیا گیا - لیکن چوہانوں کا پلہ بھاری رہا' اور پالکی پانچ کوس آؤر دہلی کی جانب چلی -

## دلھن دہلی پہنچتی ہے

لیکن قنوج والوں نے بھی جی نہ چھوڑا' رات دن برابر لڑتے لڑاتے چلتے رہے - پالکی کبھی تھوڑی دور دہلی

کی طرف آجاتي اور کبھي قنوج کي جانب چلي جاتي - لیکن بحیثیت مجموعي یہ دھلي سے قریب تر ھوتي جاتي تھي - سوروں کے گھاٹ پر گنگا پار جاتے وقت ایك اور گھمسان کا معرکہ ھوا - دونوں جانب کے منتخب بہادر ھاتھوں میں نیزے اور ڈھالیں لئے ایك کے مقابل ایك آکر مردانگي کے جوھر دکھانے لگے، لیکن اب بھي میدان چوھانوں ھي کے ھاتھہ رھا، اور قنوج کي صفیں خالي ھوتي گئیں - خاص دھلي کے پھاٹك کے سامنے جو آخري معرکہ ھوا، اس میں راتھور فوج کے بچے کُھچے سپاھي بھي کام آگئے - جوش مسرت میں چند بردے اور پرتھوي راج نے خود پالکي اٹھالي، اور خوش خوش شہر میں داخل ھوئے - چند بردے جےچند کو مخاطب کرکے بولا، " اگر تیرے تمام سپاھي کام آگئے، تو پرتھوي راج کي بھی یہي حالت ھے، اس لئے اب جنگ بیسود ھے، اس سے گھر جا "- یہ ھے اُس داستان کا انجام جس سے ظاھر ھوتا ھے، کہ راجپوت سور بیر کس طرح دلھن حاصل کیا کرتے تھے* -

## شیخ بُرھان راجپوتانہ میں

اس بدبخت زمانہ میں ھم ھندو مسلم مناقشات کے اس قدر عادي ھوچکے ھیں، کہ اُن بھلے دنوں کي یاد نہایت

* آلہا کھنڈ - صفحہ ۳۹ لغایت ۵۶ -

خوشگوار معلوم ہوتی ہے، جبکہ راجپوتوں کے ایک بہت بڑے طبقہ میں ایک مسلمان درویش کی قریبا پرستش ہورہی تھی، اور وہ راجپوتانہ میں دس ہزار مربع میل رقبہ کے ایک وسیع علاقے کا ہیرو بن گیا تھا، حتیٰ کہ کل علاقہ بھی اسی کے نام سے موسوم ہوگیا - جےپور کے مرزا راجہ (۱۶۲۵ع لغایت ۱۶۶۷ع) کے نام سے ہم بخوبی واقف ہیں، لیکن اس وقت میں ایک راجپوت "شیخ جی" کا ذکر کررہا ہوں، جو موکل جی کا فرزند تھا - موکل جی الور اور بیکانیر کے درمیان اُس علاقے کا راجپوت حکمران تھا، جو بعد میں شیخاوتی کے نام سے موسوم ہوا - یہ چودھویں صدی کے اواخر میں گزرا ہے - اُنہیں دنوں ایک پرہیزگار مسلم مبلّغ شیخ برہان نے راجپوتوں کے دل و دماغ پر ایسا سکہ بٹھایا، کہ وہ اسے معجزات پر بھی قادر سمجھنے لگے - موکل نے شیخ سے ایک بیٹے کے لئے بنتی کی، اور جب اس کے گھر لڑکا پیدا ہوگیا، تو اس کا نام "شیخ جی" رکھا گیا - شیخ برہان کا مقبرہ وہاں اب تک مرجع خاص و عام ہے، اور شیخاوت راجپوتوں کے زرد جھنڈے کے اوپر درویش کا نیلا پھریرا لہراتا ہے - اسی درویش سے اظہار عقیدت کے طور پر شیخاوت راجپوت جنگلی سور کا شکار بھی نہیں کرتے* -

*ٹاڈ - جلد ۳ - صفحہ ۱۳۷۸ لغایت ۱۳۸۲ -

# دهلي کا ایک کتبه

اُن کتبوں میں سے جو سلاطین دهلي کے عهد حکومت پر روشني ڈالتے هیں، میں آپ کو صرف ایک کتبه کي جانب توجه دلاؤنگا - یه پالم کا کتبه قلعه دهلی میں آثار قدیمه کی عجائب گاہ میں موجود هے - یه ایک گاؤں کے کوئیں میں نصب تھا، جو موجوده دهلي (شاهجهاں آباد) سے صرف باره میل کے فاصله پر واقع هے - اس کي زبان سنسکرت هے، البته آخري حصه ایک مقامي زبان میں هے، جو هریانه میں بولي جاتي تھي - یه کتبه غائر اور نقادانه مطالعه کا مستحق هے - اس پر سمّت ۱۳۳۷ بکرمي (مطابق سنه ۱۲۸۰-۸۱ع) درج هے، جبکه دهلي کے تخت پر سلطان غیاث‌الدین بلبن جلوه افروز تھا - سنسکرت تحریر میں دهلي کو "ڈهلّي" اور مقامي زبان میں "ڈهلي" لکھا گیا هے - اس سے شهر دهلي کے ابتدائي نام پر کچھه روشني پڑتي هے - لیکن اِس کتبه کي حقیقي اهمیت اُن خیالات میں هے، جن کا اظهار پنڈت یوگیشور اور اس کے زیر اثر لوگوں نے ملک کے مسلمان حکمرانوں کے متعلق کیا هے - اس میں مسلمان حکمرانوں کو شاکاراجے لکھا گیا هے، اور اِن کے عهد حکومت کا تذکره

شہاب الدین غوری سے ابتدا کر کے قطب الدین (ایبک)، شمس الدین (التمش) اور رضیہ بیگم کے عہد سلطنت کو شامل کرتے ہوئے وقت کے موجودہ حکمران پر ختم کیا ہے - رضیہ بیگم کے نام کی بجائے صرف ان کا لقب جلال الدین مرقوم ہے - چونکہ بلبن بر سر حکومت آنے سے پہلے اپنے پیشرو کا وزیر تھا، اس لئے دونوں کے عہد سلطنت کی بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے - حکمران کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:—

''وہ بادشاہ جس کی شاندار اور قابل تعریف حکومت میں تمام ملک مطمئن اور قانع ہے - بنگال کے گو شہر سے افغانستان کے شہر غزنہ تک اور دکن میں دراوڑ علاقہ اور رامیشور تک ہر جگہ ملک اس طرح منور ہو رہا ہے، جیسے درختوں کی خوبصورتی سے موسم بہار میں زمین مزیّن ہو جاتی ہے - اور اس بادشاہ کی خدمت میں جو متعدد راجے آتے جاتے ہیں، اُن کے مکٹوں سے گرے ہوئے جواہرات کی چمک دمک پھیل جانے سے سارا ملک جگمگا رہا ہے'' -

فوجوں کی قوت اور نقل و حرکت کے متعلق لکھا ہے، کہ گنگا کے دہانے سے سندھ کے دہانے تک بحر تا بحر تمام

ملک پر حاوي تھیں' اور ان کي بدولت ھر شخص امن و سلامتي سے دن بسر کر رھا تھا - رسالہ کا ذکر خصوصیت سے کیا گیا ھے - مدح گو کہتا ھے' کہ "جب سے اِس سلطان ذي شان نے دنیا کا بوجھہ اپنے کندھوں پر لے لیا ھے' دنیا کو سہارا رکھنے والے شیش ناگ دھرتی کے بوجھہ سے سبکدوش ھو بیتھے ھیں.........اور وشنو بھگوان جہاں کی نگہباني کا خیال چھوڑکر اطمینان سے ڈودھہ کے سمندر پر محو استراحت ھیں" - آگے چل کر یہ کتبہ بتاتا ھے' کہ "اس سلطان کے عہد معدلت مہد میں' جو سیکڑوں عالي شان شہروں کا والي ھے' ڈھلّي کا دلفریب شہر خوشحال اور فارغ‌البال ھے - یہ شہر دھرتي ماتا کي طرح بے شمار جواھرات کا خزانہ ھے' سؤرگ دھام کی طرح عیش و مسرت کا ٹھکانہ ھے' پاتال کي مانند شہزور ڈئیتوں کا مسکن ھے' اور مایا کي طرح دلکش و دلفریب ھے" - جس ٹھاکر نے یہ با فراط میٹھے پاني کا کؤاں بنوایا تھا' اس کا کچھہ ذاتي حال بھي مرقوم ھے - اس کي تین بیویاں تھیں' سات لڑکے اور چار لڑکیاں - اس نے متعدد وسیع آرام گاھیں تعمیر کروائي تھیں' جو غالباً شاھراہ اعظم پر تھیں* -

*کتبات اسلامیۂ ھند - جلد سنہ ۱۳-۱۹۱۴ع صفحہ ۳۵ لغایت ۴۵ -

# ابن بطوطه کا بیان

مغرب‌الاقصاء کا سیاح ابن بطوطه سنه ۱۳۳۳ع سے سنه ۱۳۴۶ع تک هندوستان میں رہا - اس نے هندوستان کي جو تصویر الفاظ میں کھینچي هے، وہ بہت مفصل اور دلکش هے - چونکه میں نے ایک آؤر کتاب* میں اسے تفصیل سے بیان کر دیا هے، اس لئے اب یہاں دوہرانے کي ضرورت نہیں سمجھتا - بلکه اس کے صرف چند دلچسپ مقامات کا ذکر کرونگا، اور اس کے بعد آپ کو اس تصویر پر توجه دلاؤنگا، جو همارے لئے امیر خسروؒ نے کھینچي هے - ابن بطوطه کے بیان سے معلوم هوتا هے، که هندوستان اور ملک قبچاق (متصل بحیرہ ازاف) کے درمیان گھوڑوں کي تجارت خوب رونق پر تھي، اور یه دونوں ملکوں میں اقتصادي تعلقات کا ایک ذریعه تھي - ملک قبچاق میں ایک اچھا گھوڑا قریبا چار روپے کو مل جاتا تھا، لیکن هندوستان میں اس کي قیمت ایک سو سے دو هزار روپیه تک پڑ جاتي تھی† - بڑے بڑے قافلے جن میں سے هر ایک چھه هزار گھوڑوں پر مشتمل هوتا تھا، درۂ گومل راستے وارد هندوستان هوتے تھے، اور

---

*تین مسافر - صفحه ۳۲ لغایت ۶۲ -

†بطوطه - جلد ۲ - صفحه ۳۷۱ لغایت ۳۷۴ -

اور سرحد پر شہر ملتان ان کے لئے سب سے بڑی تجارتی منڈی تھی - ڈاک کا انتظام اچھا تھا، اور دور دراز مقامات سے دار السلطنت تک بلاناغہ اور جلد خبریں پہنچ جاتی تھیں* - خطۂ سندھ میں دریاے سندھ پر کشتیوں کے ایک خاصے بیڑے کا مستقل انتظام تھا† - سلطان (محمد شاہ تغلق) اپنے دارالخلافہ دہلی میں خوب شان و شوکت سے جلوہ افروز تھا - وہ انعام و اکرام دینے میں بڑی فراخدلی سے کام لیتا تھا‡ - اس کی والدہ نے بھی خیرات کا وسیع سلسلہ قائم کر رکھا تھا، اور غربا کے لئے خیرات خانے اور وقف مقرر کر دئے تھے - مالی لحاظ سے سلطان کا طرز عمل یہ تھا، کہ جہاں تک ممکن ہو، تجارتی محصول موقوف کر دئے جائیں، اور اس طرح تجارت کو ترقی دی جائے§ - دریائے سندھ کے دہانے اور ساحل کاٹھیاواڑ کی وسیع بندر گاہوں کی معرفت اور جنوب میں ساحل مالابار کی بندر گاہوں سے بڑے وسیع پیمانے پر بحری تجارت ہوتی تھی - کھمبایت ایک خوبصورت اور خوشحال شہر تھا، اور حبشی لوگ اپنی

---

*بطوطہ جلد ۳ - صفحہ ۹۵ و ۹۶ -

†بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۱۰۹ -

‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۴۶ -

§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۸۸ -

بحري مہمات کے لحاظ سے اس وقت بھی ویسے ہی ممتاز تھے* جیسے اس کے بعد مغلوں کے عہد میں نظر آتے تھے - ساحل مالابار کی بندرگاہوں پر چینی جہازوں کی (جن کو جنک کہتے ہیں) آمد و رفت پائی جاتی تھی† - بنگال میں اگرچہ سیاسی حالت اطمینان بخش نہ تھی' لیکن یہ ارزانی اور فراوانی کا خطّہ تھا - ملک میں طاعون نے بھی ڈیرے ڈال رکھے تھے‡ - قحط سالی میں قحط زدگان کی امداد کرنے کے لئے معقول انتظام تھا - سرکاري عہدہ دار فہرستیں تیار کرتے تھے' اور شہروں میں باقاعدہ امداد بہم پہنچانے کے لئے انہیں مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا - بوڑھا ہو یا بچہ' آزاد ہو یا غلام' ہر قابل امداد شخص کو سرکاري غلہ خانہ سے ایک سیر غلہ روزانہ دیا جاتا تھا§ -

## امیر خسروؒ کے زمانے کي دهلي

امیرخسروؒ (سنہ ۱۲۵۳ لغایت ۱۳۲۵ع) نے دربار اور حکمران جماعتوں کے ادبي حلقوں کي معاشرتي زندگي کا جو نقشہ

*بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۵ لغایت ۶۵ -
†بطوطہ - جلد ۴ - صفحہ ۹۱ -
‡بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۳۳۴ -
§بطوطہ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۰ -

کھینچا ہے، اُس میں بہت سے دلچسپ پہلو ہیں، لیکن ساتھ ھي زوال و انحطاط کے آثار بھي نظر آتے ہیں - دلکش پہلوؤں میں فراخدلانہ مہمانداري، آرائش و زیبائش، فنون لطیفہ کے شوق و شغف اور اہل علم وفضل کي قدر و منزلت کا ذکر کیا جاسکتا ہے - تصویر کا دوسرا رخ باہمي رشك و حسد، سخت ترین سزاؤں، تخت کي وراثت کے متعلق عدم اعتماد، عشرت پسندی، انتہا کي شرابنوشي، عیاشي اور اخلاقي پستي میں نظر آتا ہے - شمال مغرب سے منگول حملے بہت بڑی حد تك معاشرتي اور سیاسي زندگي کي بنیادیں کمزور کرنے کا باعث ہوئے - خسروؒ کچھہ عرصہ منگول لوگوں کي قید میں رہ چکے تھے، اور ان کا ذکر انہوں نے کچھہ مذمت آمیز الفاظ میں کیا ہے - لکھتے ہیں، کہ یہ لوگ پولادتن و پنبہ پوش تھے، ان کي چھوٹي چھوٹي نیلگوں آنکھیں چپٹي ناکیں، کشادہ نتھنے، چوڑے چکلے چہرے، کُنچیا ڈاڑھیاں اور لمبي لمبي مونچھیں ان کي سخت و درشت گرگ فطرتي کے ظاہري آثار تھے* - خسرو جس شہر دھلي کا بیان کر رہے ہیں، وہ شرقاً غرباً دریا سے پہاڑیوں تك اور جنوباً شمالاً (قطب کے نزدیك) لال کوٹ سے اس

*قران السعدین - تمہید صفحہ ۳۴ لغایت ۳۸ - متن صفحہ ۹۱ لغایت ۹۶ -

مقام تک پھیلا ھوا تھا ' جہاں بعد میں فیروزآباد تعمیر ھوا - شہر کی سب سے بڑی تین تعمیرات جامع مسجد ' ماذنہ اور وسیع سرکاری ذخیرۂ آب تھیں ' جس سے شہر میں صاف پانی بہم پہنچایا جاتا تھا - جامع مسجد میں ایک وسیع کھلا صحن تھا ' اور نو گنبد اور متعدد محرابدار ستون بنے ھوئے تھے - ماذنہ سے ان کی مراد غالباً قطب مینار ھے ' نہ کہ علائی مینار ' کیونکہ وہ کبھی پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکا تھا - امیر خسرو کہتے ھیں ' کہ اس ماذنہ کی نچلی منزلیں سنگ سرخ کی تھیں - سب سے اوپر کی ایک منزل سنگ مرمر کی تھی ' جس پر گنبد اور طلائی کلس بنا ھوا تھا - بعد میں اوپر کا حصہ بجلی گرنے سے خراب ھو گیا تھا (یہ فیروز تغلق کے عہد کا واقعہ ھے ' لیکن اُس نے اسے مرمت کروا دیا تھا) - سرکاری ذخیرۂ آب قطب مینار سے دو میل یا کچھ زیادہ شمال کی جانب تھا - اس کے چاروں طرف پہاڑی زمین دیواروں کا کام دیتی تھی - مینھہ کا صاف پانی روک رکھنے کے لئے ڈھلوان کی جانب ایک بند بنا رکھا تھا - عین وسط میں ایک چبوترہ تھا ' جس پہ سیر و تفریح کے لئے ایک وسیع راؤٹی بنی ھوئی تھی - دھلی والے اکثر اس راؤٹی میں بغرض تفریح آیا کرتے تھے ' اور جب انھیں شہر سے

باهر نکل کر تفریح و تفنن کی خواهش هوتی ' تو پہاڑیوں پر بھی ڈیرے ڈال دیا کرتے تھے* -

امیر خسرو کے باپ ترک تھے اور ماں زاول راجپوت - آپ پٹیالہ میں پیدا هوئے تھے - باپ کا سایہ بچپن هی میں سر سے اُٹھہ گیا ' اور ماں کے اثر و تربیت نے انهیں مادرهند کا سپوت کہلانے کا مستحق بنا دیا ' جو اپنے هندوستانی هونے پر نازاں تھا - اگرچہ امیر خسرو فارسی زبان میں لکھتے تھے ' لیکن هندی اور ترکی سے بھی بخوبی واقف تھے - انهوں نے اپنی تصنیفات میں بہت سے هندی الفاظ استعمال کئے هیں -

## مارکو پولو جنوبی هند میں

معلوم هوتاهے' کہ تیرهویں اور چودهویں صدی عیسوی میں جنوبی هند کا طرز زندگی شمالی هند سے بہت مختلف تھا - جنوبی هند کے لوگ کپڑا برائے نام هی پہنتے تھے' لیکن سونے چاندی' موتیوں اور جواهرات کے زیوروں سے لدے پھندے رهتے تھے† - مشرق و مغرب دونوں جانب کے طویل ساحل بحر پر مختلف قوموں کے جہاز کثرت سے آتے

*قران السعدین - متن صفحہ ۲۸ لغایت ۳۷ -

†مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۲۷۵ -

جاتے رهتے تھے - ان میں سے زیادہ تر چینیوں اور مسلمانان عرب و ایران کے هوتے تھے - تنجور کے ارد گرد کے علاقہ میں اکثر بارونق بندرگاهیں تھیں، اور نیگاپٹم کے قریب چینی طرز تعمیر کا ایک مندر چینیوں کی موجودگی اور ان کے اثر کا شاهد هے* - گھوڑوں کی تجارت جنوبی هند میں سمندر کے راستے اور زیادہ تر عرب اور خلیج فارس کی بندرگاهوں کے ساتھ هوتی تھی - جنوبی هند میں ایک هی سلطنت میں هر سال دو هزار گھوڑے سمندر کے راستے باهر سے آیا کرتے تھے† - شمالی هند میں گھوڑوں کی بڑی تجارت جس قدر ترقی پر تھی، اس کا ذکر پہلے هوچکا هے - قبچاقی گھوڑے عموما بھاری بھرکم هوتے تھے، بخلاف ان کے جو گھوڑے عرب اور خلیج سے آتے تھے، وہ نسبتاً هلکے پھلکے اور تیز رفتار هوتے تھے - جزیرہ لنکا میں فوجی سپاهی قریباً سب کے سب غیر ملکی مسلمان تھے - مارکوپولو نے انھیں ''ساراسن'' (شارقین) لکھا هے - جنوبی هند میں جوگیوں کی کثرت تھی - یہ بڑے پرهیزگار تھے، لیکن جو خوراک کھاتے تھے، وہ اچھی قسم کی هوتی تھی، اور یہ خوراک عموما دودھ چاول پر مشتمل هوتی تھی، هر مهینے میں دوبار یہ لوگ

*مارکوپولو - جلد ۲ - صفحہ ۲۷۲ -
†مارکوپولو - جلد - ۲ - صفحہ ۲۸۳ -

ایک تیز عرق پیا کرتے تھے، جس کی نسبت عام خیال یہ تھا، کہ اس سے ان کی عمر بڑھہ جاتی ہے - مارکوپولو کا خیال تھا، کہ یہ عرق گندھک اور پارہ کا مرکب ہے* - لیکن ممکن ہے، کہ یہ دراصل بھنگ سے تیار کیا جاتا ہو - یہ لوگ بالکل ننگے دھڑنگے پھرا کرتے تھے، اور جسم پر گائے کے گوبر کی راکھہ مل لیتے تھے - ان کا دعوی تھا، کہ ہم بہت لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں، اور ابن بطوطہ کے بیان کے مطابق عام لوگوں کا اعتقاد تھا، کہ یہ جوگی معجزات پر قادر ہیں† - کھانا کھانے میں یہ لوگ تھالی اورکٹورہ کے بجائے پتّے استعمال کیا کرتے تھے - مارکوپولو کہتا ہے، کہ یہ لوگ بڑے سنگدل، مکار اور بےوفا تھے، اور ان کے مقابلے میں مغربی ساحل کے تاجروں کے متعلق لکھتا ہے، کہ وہ بہت ہی صادق القول تھے‡ -

## معاشرتی عدم مساوات کے ازالہ کی کوششیں

اس دور میں تین بڑے زبردست اور ذی استحکام بادشاہ گزرے ہیں - (۱) علاءالدین خلجی (۱۲۹۵ع لغایت ۱۳۱۶ع)،

*مارکوپولو - جلد ۲-صفحہ ۳۰۰ -
†بطوطہ - جلد ۳- صفحہ ۳۳ اور مابعد -
‡مارکو پولو - جلد ۲ - صفحہ ۳۰۲ و ۲۹۹ -

(۲) محمد شاہ تغلق (۱۳۲۵ع لغایت ۱۳۵۱ع) (۳) فیروز شاہ تغلق (۱۳۵۱ ع لغایت ۱۳۸۸ع) - ان کے عہد حکومت میں بہت سے اقتصادی تجربے کئے گئے - علاءالدین نے کسی قدر اشتراکیت پیدا کرنے کی کوشش کی - اس نے غرور و تکبر اور سرمایہ داری کا قلع قمع کرنے کے لئے جاگیریں ضبط کرلیں اور امیر غریب سب کو ایک سطح پر کر دیا - اشیائے خوردنی کی ارزانی کے لئے نرخ مقرر کر دئے، اور بار برداری کو بھی باقاعدہ اور منظم کیا، بلکہ اسے حکومت کے ماتحت لانے کی کوشش کی - ان احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے اس نے سخت سے سخت سزائیں مقرر کیں - اگرچہ ضیاءالدین برنی نے ان احکام کی بے حد تعریف کی ہے، لیکن یہ امر مشتبہ ہے، کہ جس بد بختی اور مصیبت کا یہ قلع قمع کیا چاہتا تھا، آیا وہ واقعی دور ہوگئی یا اس میں اور بھی اضافہ ہوگیا - اور اس میں تو ذرا بھی شک نہیں، کہ ان تمام احکام و قوانین کا اس کی موت کے ساتھ ہی خاتمہ ہوگیا - اصل میں اس نے ناداری کا ازالہ کرنے کی بجائے مال و دولت، صنعت و حرفت اور پیداوار کے ذرائع مسدود کر دئے - شراب‌نوشی کی کلی ممانعت کے متعلق اس کے احکام کسی وقت بھی حسب دلخواہ مؤثر ثابت نہیں ہوئے* -

*ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۱۹۲ - لغایت ۱۹۷ -

# سکّوں کے متعلق اصلاحات

پہلے ذکر ہو چکا ہے، کہ محمد شاہ تغلق نے چنگی اور معابر وغیرہ کے مختلف محصول موقوف کر کے تجارت کو ترقی دینے کی کوشش کی تھی - ٹکسال اور سِکّوں کے متعلق اس کی مساعی تعریف و تحسین کی مستحق ہیں - اس کے سِکّے شکل و صورت اور ساخت اور کاریگری کے لحاظ سے اس امر کے شاہد ہیں، کہ ان پر خاص توجہ مبذول ہوئی تھی - اس کے ۱۹۹ گرین وزن کے گول طلائی دینار کے کناروں پر نمایاں لکیریں بنائی جاتی تھیں، تا کہ دغا باز لوگ اسے ریتی سے رگڑ کر سونا حاصل نہ کر سکیں - نقرئی تنکہ میں (جو ۶۴ جیتل کا ہوتا تھا) ۱۷۵ گرین خالص چاندی ڈالنے کے معیار پر عمل ہونے لگا - اس لحاظ سے تنکہ اور آج کل کے روپیہ میں جس کا مجموعی وزن معہ آمیزش کے ۱۸۰ گرین ہے، کچھ زیادہ فرق نہ تھا - اسی معیار پر تنکہ کی مختلف کسروں کی قیمت کے سِکّے بھی بنائے گئے - اس نے سُن رکھا تھا، کہ اس زمانے میں چین اور ایران میں ''معیاری'' سکوں کے علاوہ ''علامتی'' چلن (token currency) بھی بنائے جا رہے ہیں - چنانچہ اس

نے مختلف مقدار کي خام دھاتوں کي آمیزش سے بھي کام لینے کي کوشش کي - لیکن جب اسے معلوم ھوا، کہ اس طرح بازار میں سکوں کی قدر و قیمت گھٹ رھي ھے، تو یہ خیال ترك کردیا - اُس زمانے میں سونے اور چاندي کي مروجہ باھمي نسبت غالباً آٹھہ اور ایك یا سات اور ایك کي تھي - اس کے مقابلے میں آج کل ان دھاتوں میں بائیس یا تیئس اور ایك کي نسبت ھے - اُن دنوں دکن سے زرکثیر حاصل ھونے کے باعث شاھي خزانے میں سونے کي ریل پیل تھي*-

## مسلئہ بیکاري کے متعلق حکومت کی مساعی

فیروز شاہ تغلق نے اپني رعیت کے مسلئہ بیکاري کو حل کرنے کے لئے ایك لائحہ عمل تیار کیا تھا - بدقسمتي سے ھمیں اس کي بہت کم تفصیلات معلوم ھیں - شہر کے تمام بیکار آدمیوں کو بادشاہ کي خدمت میں حاضر کئے جانے کا حکم تھا، اور انھیں حسب قابلیت کام دیا جاتا تھا - اھل قلم کو سرکاري دفاتر میں نوشت و خواند کا کام ملجاتا تھا، اور جن لوگوں میں تجارت کے متعلق کچھہ سمجھہ

*ٹامس - صفحہ ۲۱۷ لغایت ۲۶۱ -

بوجھ نظر آتی تھي' انھیں خان جہاں کے سپرد کیا جاتا تھا - خان موصوف کے ماتحت غالبا رسد و دستکاري کے محکمے تھے - ان کا تعلق مختلف صیغوں سے تھا' مثلاً باورچي خانے' تازی خانے' شمع سازي اور پاني گرم کرنے کے صیغے وغیرہ - ان محکموں کے سالانہ اخراجات تین لاکھ بیس ہزار روپیہ کي رقم کے ہوتے تھے - اُس وقت ایك روپیہ میں آج کل کي نسبت کئي گنا زیادہ چیز مل جاتي تھی - اس کے علاوہ توشہ خانہ اور فراشي کے صیغے بھي قائم تھے - اگر کوئي شخص کسي خاص امیر کي خدمت میں رہنے کا خواہشمند ہوتا ' تو اسے وہیں ملازمت دلا دي جاتي تھي* -

## خیراتي امداد اور تعمیرات عامہ

مزید برآں ایك " دیوان خیرات " بھي تھا - شفا خانہ یا صحت خانہ میں نہ صرف بیمار اور مصیبت زدہ لوگوں کا علاج معالجہ کیا جاتا تھا ' بلکہ ان کے کھانے پینے کے اخراجات کا کفیل بھي سرکاري خزانہ ہوتا تھا† - یہ سب کچھہ تھا ' لیکن فیروز شاہ کي دوامي شہرت کا سب سے بڑا

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۵۵ لغایت ۳۵۷ -

†ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۳۶۱

باعث اس کی تعمیرات عامہ ہیں - اس نے نہ صرف خود بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کروائیں، بلکہ اس سلسلے میں ایک ایسا کام بھی کیا، جس کی مثالیں ہندوستان میں کمیاب ہیں - یعنی وہ اپنے پیشرووں کے وقت کی تعمیرات کی مرمت کو اپنا اہم اور مذہبی فرض سمجھتا تھا - اس نے بہت سے شہر، قلعے، اور محل، آبپاشی کے بند، مساجد و مقابر، مدرسے اور سرائیں بنوائیں - باغ لگوائے، نہریں کھدوائیں، اور کئی پل تعمیر کروائے* - اس نے نہروں کا دوہرا سلسلہ قائم کیا، - اور اس طرح اپنے نئے شہر حصار فیروزہ کے لئے (جو اب حصار کہلاتا ہے، اور اسی نام کے ضلع کا صدر مقام ہے) ستلج اور جمنا سے پانی لے آیا - نہروں کی وجہ سے زراعت میں بڑی ترقی ہوئی، اور لوگوں کو میوہ‌جات پیدا کرنے کی ترغیب و تشویق ہوئی - ان نہروں کا کھوج اب بھی مل سکتا ہے، اور عہد انگلشیہ کی نہریں کھودتے وقت ان سے کسی قدر فائدہ بھی اٹھایا گیا ہے - اس زمانہ کے فقہا و علما سے بہت کچھ بحث مباحثہ کے بعد فیروز شاہ نے آبپاشی پر پانی کے محصول عاید کرنے کے طریقہ کی بھی ابتدا کی† -

---

*ایلیٹ - جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

†ایلیٹ جلد ۳ - صفحہ ۲۹۸ لغایت ۳۰۱

## خاتمه

اب هم هند وسطیٰ کي معاشرتي اور اقتصادي زندگي کے چند پہلوؤں پر غور کرچکے هیں - اگرچه خوف طوالت اور تنگي وقت نے صرف جسته جسته مقامات پر سرسري نظر ڈالنے کی مہلت دي هے' لیکن امید هے ' که کسي حد تک اس موضوع کے متعلق دلچسپي پیدا کرنے اور آپ کو اس امر کا یقین دلانے میں کامیابي هوگئي هوگي' که همارے عهد وسطیٰ کي معاشرتي زندگي کے متعلق جتنا عام طور پر خیال کیا جاتا هے' اس سے بہت زیادہ مصالحه موجود هے - همیں اس کا مطالعه نسلی' فرقه وارانه اور مذهبی تعصب کي زنجیروں سے آزاد هوکر نہایت انکسار اور فراخدلي سے کرنا چاهئے - اس طرح مطالعه کرنے' اور پھر اس سے جو نتائج برآمد هوں' خواہ وہ کیسے هي قلیل کیوں نه هوں' انهیں هندوستاني پڑھنے والے لوگوں کي خدمت میں پیش کرنے سے هم قومي تعمیر کے کام کو بہت کچھه تقویت پہنچا سکتے هیں' جس میں مستقبل کي تعمیر کے لئے ماضي سے مضبوط بنیادوں کا کام لینے کي اشد ضرورت هوتي هے -

---

# انڈکس